قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

منگل 7/ مارچ 2023ء | 14/ شعبان 1444 ہجری قمری | 7/ امان 1402 ہجری شمسی | جلد:5 | شمارہ:56

ارشادِ باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳﴾ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۴﴾

(الجمعة: 3-4)

(ترجمہ) وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

فرمانِ رسولؐ

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ لَیُوشِكَنَّ أَنْ یَنْزِلَ فِیكُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَكَمًا عَدْلاً فَیَكْسِرَ الصَّلِیبَ وَیَقْتُلَ الْخِنْزِیرَ وَیَضَعَ الْجِزْیَةَ وَیَفِیضَ الْمَالُ حَتَّى لاَ یَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَیْرًا مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیهَا

(صحیح البخاری کتاب أحادیث الانبیاء باب نزول عیسی ابن مریم علیهما السلام)

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قریب ہے کہ ابن مریم تم میں نازل ہوں عادل حَکَم ہو کر وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو مار ڈالیں گے اور جنگ موقوف کریں گے اور مال اس بہتات سے ہو گا کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا اور حالت یہ ہو گی کہ ایک سجدہ دنیا وما فیہا سے بہتر ہو گا۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

بیرونی شیطان کو شکست دینے کے لئے اندرونی شیطان کو بھی زیر کرنا ہوگا

اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس سلسلہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ ہم میں سے بعض کو ان کے بزرگوں کی نیکیوں کی وجہ سے اس سلسلہ کو شناخت کرنے کی توفیق عطا ہوئی اور ہم احمدی خاندانوں میں پیدا ہوئے اور بعض کو خود اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی کہ وہ بیعت کر کے سلسلے میں داخل ہوئے اور یہ سلسلہ آج تک جاری و ساری ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ جاری رہے گا تا کہ ہم اس گروہ خاص میں شامل ہو جائیں جس نے شیطان کے خلاف اسلام کی آخری جنگ لڑ کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بننا ہے۔ اس وجہ سے ہم میں سے بعض کو بعض ممالک میں سختیوں اور ابتلاؤں سے بھی گزرنا پڑ رہا ہے کہ ہم نے اس زمانہ کے امام کو مانا ہے۔ لیکن ایک عظیم مقصد اور غرض کے حصول کے لئے ہماری قربانیاں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو بے شمار تحریرات میں ہمیں ہمیشہ ان امتحانوں اور ابتلاؤں سے آگاہ فرماتے رہے جو آج بھی موجود ہیں کہ ابتلاء آئیں گے، تمہیں آزمایا جائے گا اور پھر اس کے نتیجہ میں خوشخبریاں بھی دیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’اس وقت میرے قبول کرنے والے کو بظاہر ایک عظیم الشان جنگ اپنے نفس سے کرنی پڑتی ہے۔ وہ دیکھے گا کہ بعض اوقات اس کو برادری سے الگ ہونا پڑے گا۔ اس کے دنیاوی کاروبار میں روک ڈالنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس کو گالیاں سننی پڑیں گی۔ لعنتیں سنے گا۔ مگر ان ساری باتوں کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں ملے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 16 جدید ایڈیشن)

آج اس زمانہ میں بھی ہم حضرت مسیح موعود

بقیہ صفحہ 16 پر

اس شمارہ میں

- دشت طلب میں (منظوم)
- انسان سے کُتّیں نہیں ہوتا
- تلخیص صحیح بخاری سوالاً جواباً
- کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے
- ظلم نہ کرو
- گفتگو کے آداب

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

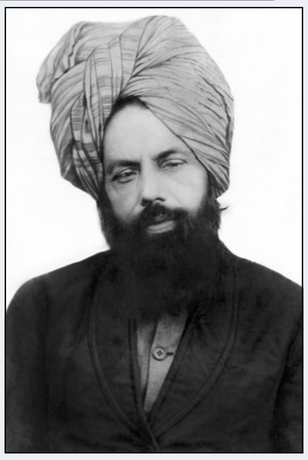

ایک پاک جماعت بنانا، اللہ کا منشاء ہے

- یہ زمانہ بھی روحانی لڑائی کا ہے۔ شیطان کے ساتھ جنگ شروع ہے۔ شیطان اپنے تمام ہتھیاروں اور مکروں کو لے کر اسلام کے قلعہ پر حملہ آور ہو رہا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اسلام کو شکست دے مگر خدا تعالیٰ نے اس وقت شیطان کی آخری جنگ میں اس کو ہمیشہ کے لئے شکست دینے کے لئے اس سلسلے کو قائم کیا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 16 جدید ایڈیشن)

- مبارک وہ جو اس کو شناخت کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 16 جدید ایڈیشن)

- اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے اسی غرض کے لئے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 83 جدید ایڈیشن)

- ہماری جماعت اگر جماعت بننا چاہتی ہے تو اسے چاہئے کہ ایک موت اختیار کرے۔نفسانی امور اور نفسانی اغراض سے بچے اور اللہ تعالیٰ کو سب شے پر مقدم رکھے۔ بہت سی ریاکاریوں اور بیہودہ باتوں سے انسان تباہ ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 458 جدید ایڈیشن)

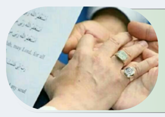

دربارِ خلافت

پیشگوئی مصلح موعود کے مقابلہ پر پنڈت لیکھرام کی جھوٹی پیشگوئی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

یہ پیشگوئی کے الفاظ ہیں اور اگر اس کی جزئیات میں جائیں تو یہ تقریباً 52 پوائنٹس بنتے ہیں اور پیشگوئی کے بارے میں جو بعض دوسرے الہامات تھے ان کو اگر شامل کریں تو حضرت مصلح موعودؓ نے خود ہی ایک جگہ 59 پوائنٹس بھی لکھے ہیں۔تو یہ ہے وہ عظیم پیشگوئی جس کے پورا ہونے کے لئے آپ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ بتایا کہ 9 سال کے عرصہ میں یہ لڑکا پیدا ہوگا اور اِن خصوصیات کا حامل ہوگا جو مَیں نے بیان کی ہیں۔تفصیل بیان کی تو وقت زیادہ ہو جائے گا اس لئے مختصراً یہ بیان کر رہا ہوں۔ اس پیشگوئی کے کچھ عرصہ بعد جب آپ نے اشتہار شائع کر دیا اور اعلان ہوا تو آپ کے ہاں ایک بچی کی ولادت ہوئی جس کا نام عصمت تھا۔ اس پر مخالفین نے بہت شور مچایا کہ آپ کی پیشگوئی غلط ثابت ہوگئی۔آپ نے فرمایا کہ مَیں نے تو معیّن عرصہ دیا تھا اور یہ نہیں کہا تھا کہ فوری طور پر پیدائش ہو گی۔ بہرحال پھر کچھ عرصہ کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا اس کا نام بشیر رکھا گیا اور یہ بشیر اوّل کہلاتے ہیں۔لیکن کچھ عرصہ بعد بچپن میں ہی ان کی بھی وفات ہوگئی تو مخالفین نے اس پر بڑا شور مچایا بلکہ ان دونوں بچوں کی پیدائش سے پہلے جب آپ نے پیشگوئی کی تھی تو پنڈت لیکھرام نے بڑے گھٹیا الفاظ میں آپ کی پیشگوئی کے ہر فقرے کے مقابلہ پر آپ کی اس پیشگوئی کے ردّ کے فقرے کہے تھے۔مثلاً ایک فقرہ پیشگوئی کا یہ ہے کہ ’’ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل سے ہو گا‘‘۔ اس کے مقابلے پر لیکھرام نے لکھا کہ مجھے بھی خدا نے بتایا ہے کہ آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی۔ غایت درجہ (زیادہ سے زیادہ) تین سال تک شہرت رہے گی نیز اگر کوئی لڑکا پیدا ہو گا تو وہ رحمت کا نشان نہیں زحمت کا نشان (نعوذ باللہ) ہو گا اور بہت سی خرافات تھیں۔ مصلح موعود کی پیشگوئی پورا ہونے کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو یہ وعدہ فرمایا تھا کہ اب تیری نسل تجھ سے ہی دنیا میں پھیلے گی تو آج اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جسمانی اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں پھیلایا ہوا ہے اور لیکھرام کی اولاد کا تو پتہ نہیں کہ وہ کہیں ہے بھی کہ نہیں اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو روحانی اولاد ہے وہ دنیا میں ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے۔ ہر ملک میں یہ ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔ بہرحال بشیر اوّل کے فوت ہونے پر دشمن نے اور بھی تالیاں بجائیں بڑے خوش ہوئے اور لیکھرام کے جو چیلے تھے مزید اچھلنے لگے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے جو عرصہ بتایا ہے اس کا انتظار کرو۔ اگر کہو کہ یہ لمبا عرصہ ہے تو کون یہ ضمانت دے سکتا ہے کہ اتنی زندگی ہو بھی سکتی ہے کہ نہیں کجا یہ کہ بیٹے کی پیشگوئی ہو۔ پھر بیٹے کے بارہ میں بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ کہہ دیا، تُکّا لگا دیا۔لوگوں کے بھی بیٹے ہوتے ہیں۔ بیٹیاں بھی ہوتی ہیں۔ اپنی زندگی کے بارہ میں فرمایا کہ اس وقت تک زندگی بھی رہے گی۔ یا پھر یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ کیا فرق پڑتا ہے بات ہی کرنی ہے۔جس طرح لیکھرام نے اپنی طرف سے الہام بنا کر پیش کر دیا ہے آپ نے بھی کر دیا۔لیکن آپ نے فرمایا کہ بیٹے کے ساتھ نشانات بھی ہیں۔ جب وہ نشانات پورے ہوں گے تو دنیا خود جان لے گی کہ اعلان کرنے والا یقیناً خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر اعلان کرنے والا ہے جو حق ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ:

’’جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے کسی لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دو چند ہوتی اس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آ سکتا۔ بلکہ صریح دلی انصاف ہر یک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخص آدمی کے تولّد پر مشتمل ہے، انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 101)

یعنی صرف لڑکے کی خبر نہیں دی بلکہ ایک ایسے لڑکے کی خبر دی ہے جو اس عرصہ میں پیدا ہو گا، عمر پائے گا، اسلام کی خدمت کرے گا۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نام کو پھیلائے گا اور پھر زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

(خطبہ جمعہ 20/ فروری 2009ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

دشت طلب میں

(کلام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

دشت طلب میں جا بجا، بادلوں کے ہیں دَل پڑے
کاش! کسی کے دل سے تو چشمۂ فیض اُبل پڑے

بے آسراؤں کے لئے کوئی تو اَشکبار ہو
پیاس بجھے غریب کی تشنہ لبوں کو کَل پڑے

بادِ سموم سے چمن، دَردوں دُکھوں سے لد گیا
آہِ فقیر سے مرے اَشک اُبل اُبل پڑے

چشمِ حزیں کے پار اُدھر۔ دردِ نہاں کی جھیل پر
کھلتے ہیں کیوں کسے خبر، حسرتوں کے کَنول پڑے

سود و زیاں سرور و غم، روشنیوں کے زیر و بم
آس بجھے تو یاس کے دیپ کی لو اُچھل پڑے

چاند نے پی ہوئی تھی رات، ڈول رہی تھی کائنات
نور کی مے اُتر رہی تھی، عرش سے جیسے طَل پڑے

بن گئی بزمِ شش جہات میکدۂ تجلیات
دَیر و حرم کو چھوڑ کر رند نکل نکل پڑے

صبر کا درس ہو چکا، اب ذرا حالِ دل سنا
کہتے ہیں تجھ کو ناصحا، چین نہ ایک پل پڑے

آنکھ میں پھانس کی طرح ہجر کی شب اَٹک گئی
اے مرے آفتاب! آ۔ رات ٹلے تو کَل پڑے

(کلام طاہر ایڈیشن 2004ء صفحہ 53-54)

اداریہ

انسان سے کُتّپن نہیں ہوتا

الفضل آن لائن مؤرخہ 6/ جنوری 2023ء کے صفحہ اوّل پر رشحات قلم کے تحت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد شائع ہوا۔ جسے خاکسار نے ملفوظات جلد اوّل صفحہ 102-103 میں سیاق و سباق کے ساتھ جب دیکھا تو معاشرہ کو اسلامی اور دینی بنانے کے لیے بہت سے اصولوں پر مبنی یہ عبارت تھی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام ’’ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں‘‘ کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں:

’’ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں۔ کیونکہ الاستقامت فوق الکرامت مشہور ہے۔ وہ یاد رکھیں کہ اگر کوئی ان پر سختی کرے۔ تو حتی الوسع اس کا جواب نرمی اور ملاطفت سے دیں۔ تشدد اور جبر کی ضرورت انتقامی طور پر بھی نہ پڑنے دیں۔ انسان میں نفس بھی ہے اور اس کی تین قسم ہیں۔ امارہ، لوّامہ، مطمئنہ۔ امارہ کی حالت میں انسان جذبات اور بے جا جوشوں کو سنبھال نہیں سکتا اور اندازہ سے نکل جاتا اور اخلاقی حالت سے گر جاتا ہے مگر حالت لوّامہ میں سنبھال لیتا ہے۔ مجھے ایک حکایت یاد آئی جو سعدی نے بوستان میں لکھی ہے۔ کہ ایک بزرگ کو کتے نے کاٹا۔ گھر آیا۔ گھر والوں نے دیکھا کہ اسے کتے نے کاٹ لیا ہے۔ ایک بھولی بھالی چھوٹی لڑکی بھی تھی۔ وہ بولی آپ نے کیوں نہ کاٹ کھایا؟ اس نے جواب دیا۔ بیٹی! انسان سے کُتّپن نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے انسان کو چاہیے کہ جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے۔ نہیں تو وہی کُتّپن کی مثال صادق آئے گی۔ خدا کے مقرّبوں کو بڑی بڑی گالیاں دی گئیں۔ بہت بُری طرح ستایا گیا۔ مگر اُن کو وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ کا ہی خطاب ہوا۔ خود اُس انسان کامل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بُری طرح تکلیفیں دی گئیں اور گالیاں، بدزبانی اور شوخیاں کی گئیں۔ مگر اُس خُلق مجسم ذات نے اس کے مقابلہ میں کیا کیا۔ اُن کے لیے دعا کی اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر لیا تھا کہ جاہلوں سے اعراض کرے گا تو تیری عزت اور جان کو ہم صحیح و سلامت رکھیں گے اور یہ بازاری آدمی اس پر حملہ نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضورؐ کے مخالف آپؐ کی عزت پر حرف نہ لا سکے اور خود ہی ذلیل و خوار ہو کر آپ کے قدموں میں گرے یا سامنے تباہ ہوئے۔ غرض یہ صفت لوّامہ کی ہے جو انسان کشمکش میں بھی اصلاح کر لیتا ہے۔ روزمرہ کی بات ہے۔ اگر کوئی جاہل یا اوباش گالی دے یا کوئی شرارت کرے جس قدر اس سے اعراض کرو گے۔ اسی قدر عزت بچا لو گے اور جس قدر اس سے مٹھ بھیڑ اور مقابلہ کرو گے تباہ ہو جاؤ گے اور ذلت خرید لو گے۔ نفس مطمئنہ کی حالت میں انسان کا ملکہ حَسَنات اور خیرات ہو جاتا ہے۔ وہ دنیا اور ماسوی اللہ سے بکلّی انقطاع کر لیتا ہے۔ وہ دنیا میں چلتا پھرتا اور دنیا والوں سے ملتا جلتا ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ یہاں نہیں ہوتا۔ جہاں وہ ہوتا ہے وہ دنیا اور ہی ہوتی ہے۔ وہاں کا آسمان اور زمین اور ہوتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 102-103 ایڈیشن 1984ء)

یہ ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جلسہ سالانہ 1897ء کی طویل تقریر کا ایک حصہ ہے۔ جو آپؑ نے 28/ دسمبر 1897ء کو بعد نماز ظہر فرمائی۔ اس تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی آمد کے مقاصد بیان فرما کر بعض اسلامی نیکیوں کا ذکر فرمایا اور بعض بدیوں، برائیوں کی نشاندہی کر کے ان سے رکنے کی تلقین فرمائی ہے۔ ان میں بعض کا تعلق حقوق اللہ سے ہے اور بعض حقوق العباد کی مناسبت سے ہیں۔ جیسا کہ ایک خطیب تقریر کے آخر میں سامعین کو جذباتی رنگ میں بتائی ہوئی اپنی باتوں پر عمل کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ یہاں بھی حضرت مسیح موعودؑ نے ایک لمبی گزارشات (جو ملفوظات کی تختی میں 53 صفحات پر پھیلی ہیں) کے بعد آخر میں محولہ بالا حصہ پڑھ کر سنانے کے بعد فرمایا۔

’’یاد رکھو اور دل سے سن لو! پھر ایک بار ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں۔ بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر نہ صرف میری ذات تک بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسانِ کامل کی ذات تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ہی ذات تک پہنچتا۔ تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پرواہ تھی۔ مگر اس پر بس نہیں ہوتی۔ اس کا اثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خود خدائے تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خوب دھیان دے کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی (کہ قیامت تک مکفّرین پر غالب رہو گے) کی سچی پیاس تمہارے اندر ہے تو پھر اتنا ہی مَیں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہو گی جب تک لوّامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 104 ایڈیشن 1984ء)

اس حصہ میں زیادہ تر حقوق العباد کا تعلق ہے اور اپنے ماننے والوں کو نفسانی جوشوں اور جذبات سے دور رہتے ہوئے نفس مطمئنہ کے درجہ تک پہنچنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ مخالفین کا نفس امارہ پر قائم رہنے اور احمدیوں کو گالیاں دینے بُرا بھلا کہنے کا ذکر کر کے اس ضمن میں شیخ سعدی کی بہت پیاری حکایت سنا کر حاضرین جلسہ اور بعد میں آنے والے ممبران جماعت کو نصیحت فرمائی کہ مخالفین اور معاندین کی گالیوں کا اور بکواس کا جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی کُتّپن کرتا ہے تو ایسا ہمیں کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم تو انسان ہیں جو دو اُنس لیے ہوئے ہیں۔ ایک اُنس اللہ تعالیٰ سے محبت کی صورت میں ہے اور دوسرا اُنس اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت کرنے میں ہے۔ اسی لیے شیخ سعدی نے اپنی بیٹی کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ بیٹی! انسان سے کُتّپن نہیں ہوتا۔ جذبات پر قابو رکھنا دو طرح سے ہے۔ ایک مخالفین کی مخالفت پر خاموش رہنا اور دوسرا اپنے معاشرہ میں بسنے والے احمدی بھائیوں اور خاندان کے افراد خانہ کی باتوں کو سن کر خاموشی اختیار کرنا۔ ہم نے عموماً دیکھا ہے کہ جب معاند احمدیت نفس امارہ کو اپناتے ہوئے احمدیوں کی مخالفت کرتا ہے۔ ان پر گند اچھالتا ہے تو ہم عمومی طور پر گالیاں سن کر یہ کہتے ہوئے خاموشی اختیار کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تعلیم ہے

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

لیکن معاشرہ اور سوسائٹی میں بسنے والے احمدیوں اور گھروں میں رہنے والے عزیز، رشتہ داروں سے جب جذبات کا ٹکراؤ ہوتا ہے تو ہم ’’گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو‘‘ اور Love for all hatred for none کی نہایت حسین تعلیم کو بھول جاتے ہیں۔ ہم اپنے حقوق بھی چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتے۔ ایسے میں حضرت مسیح موعودؑ کی اس تعلیم کو حرز جان بنانے کی ضرورت ہے کہ

’’انسان کو چاہئے کہ جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے نہیں تو وہی کُتّپن کی مثال صادق آئے گی۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 103)

گھروں میں، اپنے ماحول میں، اپنے اردگرد بھی امن و امان کے سامان مہیا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ صلح صفائی کے ساتھ رہیں۔ ایسے جیسے ایک ماں کے پیٹ سے دو بھائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کشتی نوح میں فرماتے ہیں:

’’تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لیے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔‘‘

(کشتی نوح صفحہ 16-17)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

زندگی میں یہ ہنر بھی آزمانا چاہیے
جنگ کسی اپنے سے ہو تو ہار جانا چاہیے

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

(ابوسعید)

مختار احمد

تلخیص صحیح بخاری سوالاً جواباً

کتاب الصلوٰۃ جزو 4

قسط 20

سوال: اللہ نے حضورؐ کو کن لوگوں سے جہاد کا حکم دیا ہے؟

جواب: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ جنگ کروں یہاں تک کہ وہ لا إلہ إلا اللہ کہیں۔ پس جب وہ اس کا اقرار کر لیں اور ہماری طرح نماز پڑھنے لگیں اور ہمارے قبلہ کی طرف نماز میں منہ کریں اور ہمارے ذبیحہ کو کھانے لگیں تو ان کا خون اور ان کے اموال ہم پر حرام ہو گئے۔

سوال: کس طرح کسی کی جان اور مال کی حفاظت مسلمان پر واجب ہوجاتی ہے؟

جواب: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی اور ہمارے ذبیحہ کو کھایا تو وہ مسلمان ہے۔ پھر اس کے وہی حقوق ہیں جو عام مسلمانوں کے ہیں اور اس کی وہی ذمہ داریاں ہیں جو عام مسلمانوں پر ہیں۔

سوال: کیا کعبہ میں مقامِ ابراہیم پہ حضورؐ نے نماز پڑھی؟

جواب: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی، پھر صفا اور مروہ کی سعی کی اور تمہارے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

(الاحزاب:21)

سوال: حضورؐ نے کعبہ کے اندر نماز کہاں پڑھی تھی؟

جواب: حضرت ابن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں جب آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ سے نکل چکے تھے، میں نے دیکھا کہ بلال دونوں دروازوں کے سامنے کھڑے ہیں۔ میں نے بلال سے پوچھا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! دو رکعت ان دوستونوں کے درمیان پڑھی تھیں، جو کعبہ میں داخل ہوتے وقت بائیں طرف واقع ہیں۔ پھر جب باہر تشریف لائے تو کعبہ کے سامنے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔

سوال: کیا حضورؐ نے کعبہ کے اندر نماز کے بغیر دعا کی؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ نے بیان فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر تشریف لے گئے تو اس کے چاروں کونوں میں آپؐ نے دعا کی اور نماز نہیں پڑھی۔ پھر جب باہر تشریف لائے تو دو رکعت نماز کعبہ کے سامنے پڑھی اور فرمایا کہ یہی قبلہ ہے۔

سوال: مکہ کے علاوہ دیگر شہروں اور ممالک میں رہنے والے کس طرف منہ کر کے نماز پڑھیں؟

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعبہ کی طرف منہ کر اور تکبیر کہہ۔

سوال: حضورؐ نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے کتنا عرصہ نمازیں ادا کیں؟

جواب: حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم دل سے چاہتے تھے کہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہم آپ کا آسمان کی طرف بار بار چہرہ اٹھانا دیکھتے ہیں۔ پھر آپ نے کعبہ کی طرف منہ کر لیا۔

سوال: یہود نے حضورؐ کے تحویل قبلہ پہ کیا اعتراض کیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب دیا ہے کہ احمقوں نے جو یہودی تھے کہنا شروع کیا کہ انہیں اگلے قبلہ سے کس چیز نے پھیر دیا۔ آپ فرما دیجیے کہ اللہ ہی کی ملکیت ہے مشرق اور مغرب، اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت کر دیتا ہے۔

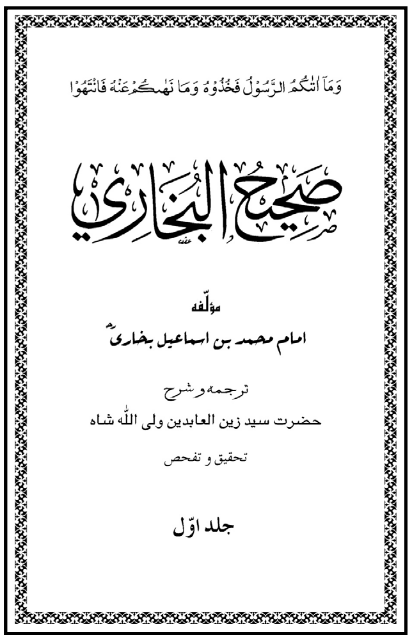

سوال: کیا دورانِ نماز پتہ چلے کہ رخ قبلہ کی طرف نہیں تو کیا وہ اپنا رخ بدل سکتا ہے؟

جواب: جب تحویل قبلہ ہوا تو ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پھر نماز کے بعد وہ چلا اور انصار کی ایک جماعت پر اس کا گزر ہوا جو عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھ رہے تھے۔ اس شخص نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ نماز پڑھی ہے جس میں آپ نے موجودہ قبلہ (کعبہ) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے۔ پھر وہ جماعت نماز کی حالت میں ہی مڑ گئی اور کعبہ کی طرف منہ کر لیا۔

دعا کا تحفہ

اعلیٰ روحانی مدارج کے حصول کی دُعا

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ جامع دُعا بیان کی ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ خَيْرَ الْمَسْاَلَةِ وَخَيْرَ الدُّعَاءِ وَخَيْرَالنَّجَاحِ وَخَيْرَ الْعَمَلِ وَخَيْرَ الثَّوَابِ وَخَيْرَ الْحَيٰوةِ وَخَيْرَ الْمَمَاةِ وَثَبِّتْنِي وَثَقِّلْ مَوَازِيْنِي وَحَقِّقْ اِيْمَانِي وَارْفَعْ دَرَجَتِي وَتَقَبَّلْ صَلَاتِي وَاغْفِرْ خَطِيْئَتِي وَاَسْاَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ وَخَوَاتِمَهٗ وَجَوَامِعَهٗ وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَظَاهِرَهٗ وَبَاطِنَهٗ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ اَنْ تَرْفَعَ ذِكْرِي وَتَضَعَ وِزْرِي وَتُصْلِحَ اَمْرِي وَتُطَهِّرَ قَلْبِي وَتُحَصِّنَ فَرْجِي وَتُنَوِّرَ قَلْبِي وَتَغْفِرَ لِي ذَنْبِي وَاَسْاَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ اَنْ تُبَارِكَ لِي فِي سَمْعِي وَفِي بَصَرِي وَفِي رُوحِي وَفِي خَلْقِي وَفِي خُلُقِي وَفِي اَهْلِي وَفِي مَحْيَايَ وَفِي مَمَاتِي وَفِي عَمَلِي وَتَقَبَّلْ حَسَنَاتِي وَاَسْاَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى فِي الْجَنَّةِ

(مستدرک حاکم مطبوعہ بیرورت جلد1 صفحہ 520)

ترجمہ:- اے اللہ! میں تجھ سے بہترین دُعا کی توفیق چاہتا ہوں اور بہترین کامیابی، بہترین عمل اور بہترین ثواب، بہترین زندگی اور بہترین موت کی دُعا کرتا ہوں۔ مجھے ثابت قدم کر دے اور میرے اعمال (صالحہ) کے پلڑے کو بھاری بنا دے۔ میرے ایمان کو حق ثابت کر اور میرے درجے بلند کر، میری نماز قبول کر اور میرے گناہ بخش دے اور میں تجھ سے جنت میں بلند درجات کا سوال کرتا ہوں۔ (میری دُعا قبول کر) اے اللہ! میں تجھ سے ہر قسم کی خیر کے آغاز و انجام اور جامع کلمات اور اس کے اول و آخر اور ظاہر و باطن اور جنت کے بلند درجات کا طلبگار ہوں۔ (آمین)

اے اللہ! میں تجھ سے یہ دُعا مانگتا ہوں کہ میرے ذکر کو بلند کر دے اور میرے بوجھ کو ہلکا کر دے، میرے معاملہ کو درست کر دے اور میرے دل کو پاک بنا دے، میرے اعضائے نہانی کی حفاظت فرما اور میرے دل کو روشن کر دے اور میرے گناہ بخش دے۔ مَیں تجھ سے جنت میں بلند درجات کا طالب ہوں۔ آمین

اے اللہ! مَیں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میری شنوائی اور بینائی میں برکت دے اور میری روح، جسم اور اخلاق میں بھی۔ میرے اہل و عیال میں اور زندگی و موت میں اور عمل میں برکت رکھ دے۔ میری نیکیوں کو قبول کر۔ مَیں تجھ سے جنت کے بلند درجات کا طلبگار ہوں۔ آمین

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 142)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

صوفیہ اکرم چٹھہ۔ لندن

کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے

روح پرور۔ ایمان افروز واقعات

قسط 3

آپ تو ہمارے ساتھ ہیں

منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ لدھیانہ کا واقعہ ہے کہ بارش ہو کر تھمی تھی۔حضورؑ باہر سیر کو جا رہے تھے۔میاں چراغ دین جو اُس وقت لڑکا تھا اور بہت شوخ تھا، چلتے چلتے گر پڑا۔میں نے کہا اچھا ہوا یہ بڑا شریر ہے۔حضرت صاحبؑ نے چپکے سے فرمایا کہ بڑے بھی گر جاتے ہیں۔یہ سن کر میرے تو ہوش گم ہو گئے اور بمشکل وہ سیر طے کر کے واپسی پر اسی وقت اندر گیا جبکہ حضورؑ واپس آ کر بیٹھے ہی تھے۔حضور میرا قصور معاف فرمائیں۔میرے آنسو جاری تھے۔حضورؑ فرمانے لگے آپ کو ہم نے نہیں کہا۔آپ تو ہمارے ساتھ ہیں۔

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 156)

پس خوردہ تبرک

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے رمضان شریف میں قادیان سے گھر آنے کا ارادہ کیا۔حضور علیہ السلام نے فرمایا: نہیں، سارا رمضان یہیں رہیں۔میں نے عرض کیا: حضور ایک شرط ہے۔حضور کے سامنے جو کھانا ہو وہ میرے لئے آجایا کرے۔آپ نے فرمایا: بہت اچھا۔چنانچہ دونوں وقت حضور علیہ السلام اپنے سامنے کا کھانا مجھے بھجواتے رہے۔لوگوں کو بھی خبر ہوگئی۔وہ مجھ سے چھین لیتے۔وہ کھانا بہت سا ہوتا تھا۔کیونکہ حضورؑ بہت کم کھاتے تھے۔

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 155)

نمازیں جمع کرنے کا جواز

حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’حضور علیہ السلام کے عہد مبارک میں ایک دفعہ قادیان میں زیادہ عرصہ تک نمازیں جمع ہوتی رہیں۔مولوی محمد احسن صاحب نے مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ بہت دن نمازیں جمع کرتے ہو گئے لوگ اعتراض کریں گے تو ہم اس کا کیا جواب دیں گے۔حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ انہیں سے پوچھو یعنی (حضرت صاحبؑ سے) مولوی انوار حسین صاحب شاہ آبادی اس خط و کتابت میں قاصد تھے۔ان سے مجھے اس کا حال معلوم ہوا تو میں نے حضرت صاحبؑ سے جا کر عرض کر دی۔اس وقت تو حضور علیہ السلام نے کچھ نہ فرمایا لیکن بعد عصر جب حضورؑ معمولاً مسجد میں چھت پر تشریف فرما تھے تو آپ علیہ السلام نے ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ ایسے اعتراض دل میں کیوں اُٹھتے ہیں۔کیا حدیثوں میں نہیں آیا کہ وہ (مسیح موعودؑ) نماز جمع کرے گا ویسے تو جمع نماز کا حکم عام ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے کاموں میں اس قدر منہمک ہوگا کہ اس کو نمازیں جمع کرنی پڑیں گی۔اس وقت سید محمد احسن صاحب زار زار رو رہے تھے اور توبہ کر رہے تھے۔‘‘

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 152)

ہمارا کیا ہے، رات گزر جائے گی

ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر بہت دوست آئے تھے جن کے پاس کوئی پارچہ سرمائی نہ تھا۔ایک شخص نبی بخش نمبردار بٹالہ نے اندر سے لحاف بچھونے منگوانے شروع کئے اور مہمانوں کو دیتا رہا۔میں عشاء کے بعد حضرت صاحبؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام بغلوں میں ہاتھ دئے بیٹھے تھے اور ایک صاحبزادہ جو غالباً حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ تھے پاس لیٹے تھے اور ایک شتری چوغہ انہیں اوڑھا رکھا تھا۔معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام نے بھی اپنا لحاف بچھونا طلب کرنے پر مہمانوں کے لئے بھیج دیا۔میں نے عرض کیا کہ آپ کے پاس (حضور علیہ السلام کے پاس) کوئی پارچہ نہیں رہا اور سردی بہت ہے۔فرمانے لگے مہمانوں کو تکلیف نہیں ہونی چاہئے اور ہمارا کیا ہے رات گزر جائے گی۔نیچے آ کر میں نے نبی بخش نمبردار کو بہت برا بھلا کہا کہ تم حضرت صاحبؑ کا لحاف اور بچھونا بھی لے آئے۔وہ شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ جس کو دے چکا ہوں اس سے کس طرح واپس لوں اور پھر میں مفتی فضل الرحمان یا کسی اور سے، ٹھیک یاد نہیں رہا، لحاف بچھونا مانگ کر اوپر لے گیا۔آپ نے فرمایا۔کسی اور کو دے دو۔مجھے تو اکثر نیند بھی نہیں آیا کرتی اور میرے اصرار پر بھی آپ نے نہ لیا اور فرمایا: کسی مہمان کو دے دو۔پھر میں لے آیا۔

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 135)

جَلال اور جَمال

حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام کو خارش ہوگئی اور انگلیوں کی گھائیوں میں پھنسیاں تھیں اور تر تھیں۔دس گیارہ بجے دن کے میں نے دیکھا تو آپ علیہ السلام کو بہت تکلیف تھی۔میں تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا آیا۔عصر کے بعد جب میں پھر گیا۔تو آپ علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔میں نے عرض کی کہ خلاف معمول آج حضور علیہ السلام کیوں چشم پُرنم ہیں۔آپ نے فرمایا کہ میرے دل میں ایک خیال آیا کہ اے اللہ! ایک عظیم الشان کام میرے سپرد ہے اور میری صحت کا یہ حال ہے۔اس پر مجھے پُر ہیبت الہام ہوا کہ:

’’تیری صحت کا ہم نے ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔‘‘

فرمایا کہ اس الہام نے میرے وجود کا ذرہ ذرہ ہلا دیا اور میں نہایت گریہ وزاری کے ساتھ سجدہ میں گر گیا۔خدا جانے کس قدر عرصہ مجھے سجدہ میں لگا۔جب میں نے سر اُٹھایا تو خارش بالکل نہ رہی اور مجھے اپنے دونوں ہاتھ حضور نے دکھائے کہ دیکھو کہیں پھنسی ہے؟ میں نے دیکھا تو ہاتھ بالکل صاف تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی پھنسی بالکل نکلی ہی نہیں۔

(روایات ظفر اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 134 تا 135)

خدائی کے دعویٰ دار سے علاج کا انکار

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صاحبؑ کو دوران سر کا عارضہ تھا۔ایک طبیب کے متعلق سنایا گیا کہ وہ اس پر خاص ملکہ رکھتا ہے۔اسے بُلوایا گیا کرایہ بھیج کر کہیں دور سے۔اس نے حضور علیہ السلام کو دیکھا اور کہا کہ دو دن میں آرام کر دوں گا۔یہ سن کر حضرت صاحبؑ اندر چلے گئے اور حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو رقعہ لکھا کہ اس شخص سے میں ہرگز علاج نہیں کروانا چاہتا۔یہ کیا خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔اس کو واپس کرایہ کے روپے اور مزید پچیس روپے بھیج دئے کہ یہ دے کر اسے رخصت کر دو۔

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 107)

اس کو کہتے ہیں دلداری

حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ دو شخص منی پور آسام سے قادیان آئے اور مہمان خانہ میں آکر انہوں نے خادمانِ مہمان خانہ سے کہا کہ ہمارے بستر اُتارے جائیں، چارپائی بچھائی جائے۔خادموں نے کہا آپ خود اپنا اسباب اتروائیں، چارپائیاں بھی مل جائیں گی۔دونوں مہمان اس بات پر رنجیدہ ہو گئے اور فوراً یکّہ میں سوار ہو کر واپس روانہ ہو گئے۔میں نے مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ سے یہ ذکر کیا تو مولوی صاحب فرمانے لگے۔جانے دو ایسے جلد بازوں کو۔حضورؑ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو نہایت جلدی سے ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل ہو گیا حضور علیہ السلام ان کے پیچھے پیچھے نہایت تیز قدم سے چل پڑے۔چند خدام بھی ہمراہ تھے۔میں بھی ساتھ تھا۔نہر کے قریب پہنچ کر ان کا یکّہ مل گیا اور حضور علیہ السلام کو آتا دیکھ کر وہ یکّہ سے اُتر پڑے۔حضور علیہ السلام نے ان کو واپس چلنے کے لئے فرمایا کہ آپ کے واپس ہونے کا مجھے درد پہنچا۔چنانچہ وہ واپس ہوئے۔حضور علیہ السلام نے یکّہ میں سوار ہونے کے لئے فرمایا اور کہا کہ میں ساتھ ساتھ چلتا ہوں۔مگر وہ شرمندہ تھے اور وہ سوار نہ ہوئے۔اس کے بعد مہمان خانے میں پہنچے۔حضور علیہ السلام نے خود ان کے بستر اُتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔مگر خدام نے اُتار لیا۔حضور علیہ السلام نے اسی وقت دو نواری پلنگ منگوائے اور ان کے بستران پر کروائے اور ان سے پوچھا آپ کیا کھائیں گے اور خود ہی فرمایا کیونکہ اس طرف چاول کھائے جاتے ہیں اور رات کو دودھ کے لئے پوچھا۔غرض یہ کہ ان کی تمام ضروریات اپنے سامنے مہیا فرمائیں اور جب تک کھانا آیا وہیں ٹھہرے رہے۔اس کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص جو اتنی دور سے آتا ہے راستہ کی تکالیف اور صعوبتیں برداشت کرتا ہے۔یہاں پہنچ کر سمجھتا ہے کہ اب منزل پر پہنچ گیا۔اگر یہاں آ کر بھی اس کو وہی تکلیف ہو تو یقیناً اس کی دلشکنی ہوگی۔ہمارے دوستوں کو اس کا خیال رکھنا چاہئے۔اس کے بعد جب تک وہ مہمان ٹھہرے رہے حضورؑ کا یہ معمول تھا کہ روزانہ ایک گھنٹہ کے قریب ان کے پاس آکر بیٹھتے اور تقریر وغیرہ فرماتے۔جب وہ واپس ہوئے تو صبح کا وقت تھا۔حضورؑ نے دو گلاس دودھ کے منگوائے اور انہیں فرمایا۔یہ پی لیجئے اور نہر تک انہیں چھوڑنے کے لئے ساتھ گئے۔راستہ میں گھڑی گھڑی ان سے فرماتے رہے کہ آپ تو مسافر ہیں آپ یکّہ میں سوار ہو لیں، مگر وہ سوار نہ ہوئے۔نہر پر پہنچ کر انہیں سوار کرا کر حضور علیہ السلام واپس تشریف لائے۔

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 93-94)

اوپر بھی پانی اور نیچے بھی پانی

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ منشی اروڑا صاحب، محمد خان صاحب اور خاکسار قادیان سے رخصت ہونے لگے۔ گرمیوں کا موسم تھا اور گرمی بہت سخت تھی۔ اجازت اور مصافحہ کے بعد منشی اروڑا صاحب نے کہا حضور گرمی بہت ہے۔ ہمارے لئے دعا کریں کہ پانی ہمارے اوپر اور نیچے ہو۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا قادر ہے۔ میں نے عرض کیا حضور یہ دعا ان کے لئے فرمانا میرے لئے نہیں کہ ان کے اوپر نیچے پانی ہو۔ قادیان میں یکّہ میں سوار ہو کر ہم تینوں چلے تو خاکروبوں کے مکانات سے ذرا آگے نکلے تھے کہ یکدم بادل آ کر سخت بارش شروع ہو گئی۔ اس وقت سڑک کے گرد کھائیاں بہت گہری تھیں تھوڑی دور جا کر یکّہ اُلٹ گیا۔ منشی صاحب بدن کے بھاری تھے۔ وہ نالی میں گر گئے اور محمد خان صاحب اور میں کود پڑے۔ منشی اروڑا صاحب کے اوپر نیچے پانی اور وہ ہنستے جا رہے تھے۔

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 94)

رائی کے دانے کے برابر ایمان

حضرت منشی ظفر احمد کپورتھلوی رضی اللہ عنہ کی ہی روایت ہے کہ ایک دن آتھم مقابلہ پر نہ آیا۔ اس کی جگہ مارٹن کلارک بیٹھا۔ یہ بہت بے ادب اور گستاخ آدمی تھا۔ اس نے ایک دن چند لنگڑے، لولے اور اندھے اکٹھے کر لئے اور لا کر بٹھا دئے اور کہا کہ آپ کو مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔ ان پر ہاتھ پھیر کر اچھا کر دیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو ہم اپنی اصلاح کر لیں گے۔ اس وقت جماعت میں ایک سناٹا پیدا ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جواباً اشارہ فرمایا کہ ہمارے ایمان کی علامت جو کلام اللہ نے بیان فرمائی ہے یعنی استجابتِ دعا اور تین علامتیں حضورؑ نے بیان فرمائیں۔ یعنی فصاحت و بلاغت اور فہم کلام اللہ اور امور غیبیہ کی پیشگوئیاں۔ اس میں تم ہماری آزمائش کر سکتے ہو اور اس جلسہ میں کر سکتے ہو۔ لیکن مسیح نے تمہارے ایمان کی یہ علامت قرار دی ہے کہ:

’’اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا تو لنگڑوں لولوں کو چنگا کر دو گے اور پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا سکو گے۔‘‘

لیکن میں تم سے اتنے بڑے نشان تو نہیں مانگتا۔ میں ایک جوتی اتار کر دیتا ہوں۔ اگر وہ تمہارے اشارے سے سیدھی ہو جائے تو میں سمجھوں گا کہ تم میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے۔ اس وقت جس قدر مسلمان تھے خوش ہو گئے اور فریق ثانی مارٹن کلارک کے ہوش گم ہو گئے۔

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 86)

اللہ اس سے بہتر مضمون سمجھا دے گا

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ اپنی تصنیف سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ جن دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب ’’آئینہ کمالات‘‘ کا عربی حصہ لکھ رہے تھے۔ حضور علیہ السلام نے مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کو ایک بڑا دو ورقہ اس زیر تصنیف کتاب مسودہ کا اس غرض سے دیا کہ فارسی میں ترجمہ کرنے کے لئے مجھے پہنچا دیا جائے۔ وہ ایسا مضمون تھا کہ اس کی خدا داد فصاحت و بلاغت پر حضرت کو ناز تھا۔ مگر مولوی صاحب سے یہ دو ورقہ کہیں گر گیا۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجھے ہر روز کا تازہ عربی مسودہ فارسی ترجمہ کے لئے ارسال فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے اس دن غیر معمولی دیر ہونے پر مجھے طبعاً فکر پیدا ہوا اور میں نے مولوی نور الدین صاحب سے ذکر کیا کہ آج حضرت کی طرف سے مضمون نہیں آیا اور کاتب سر پر کھڑا ہے اور دیر ہو رہی ہے معلوم نہیں کیا بات ہے۔ یہ الفاظ میرے منہ سے نکلے تھے کہ مولوی صاحب کا رنگ فق ہو گیا۔ کیونکہ یہ دو ورقہ مولوی صاحب سے کہیں گر گیا تھا۔ بے حد تلاش کی مگر مضمون نہ ملا اور مولوی صاحب سخت پریشان تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اطلاع ہوئی تو حسب معمول مسکراتے ہوئے باہر تشریف لائے اور خفا ہونا یا گھبراہٹ کا اظہار کرنا تو درکنار الٹا اپنی طرف سے معذرت فرمانے لگے کہ مولوی صاحب کو مسوّدہ کے گم ہونے سے ناحق تشویش ہوئی۔ مجھے مولوی صاحب کی تکلیف کی وجہ سے بہت افسوس ہے۔ میرا تو یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے گمشدہ کاغذ سے بہتر مضمون لکھنے کی توفیق عطا فرما دے گا۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 601-602)

اللہ تعالیٰ کا خاص احسان

حضرت میاں عبد اللہ سنوری صاحب رضی اللہ عنہ کو اپنے اندر ایسا عشق تھا کہ ایک دفعہ وہ قادیان آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملے۔ حضرت صاحبؑ ان سے کوئی کام لے رہے تھے۔ اس لئے جب میاں عبد اللہ سنوری صاحب کی چھٹی ختم ہو گئی تو انہوں نے جانے کی اجازت طلب کی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا! ابھی ٹھہر جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے مزید رخصت کے لئے درخواست بھجوا دی مگر محکمہ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا کہ چھٹی نہیں مل سکتی۔ انہوں نے اس امر کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ ابھی ٹھہرو۔ چنانچہ انہوں نے لکھ بھیجا کہ میں ابھی نہیں آ سکتا۔ اس پر محکمہ والوں نے انہیں ڈسمس کر دیا۔ چار یا چھ ماہ جتنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں رہنے کے لئے کہا تھا وہ یہاں ٹھہرے رہے۔ پھر جب واپس گئے تو محکمہ نے سوال اُٹھایا کہ جس افسر نے انہیں ڈسمس کیا ہے اس افسر کا حق نہیں تھا کہ انہیں ڈسمس کرتا۔ چنانچہ وہ پھر اپنی جگہ بحال ہو گئے اور پچھلے مہینوں کی جو وہ قادیان میں گزار گئے تھے۔ تنخواہ بھی مل گئی۔

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 86-87)

اقتداء کا اعلیٰ نمونہ

حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوری صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

’’ایک دفعہ نماز عصر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ امام تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے امام کی اقتداء کا ایسا نمونہ دکھایا جو قریباً ہم سب مقتدی ادا نہ کر سکے۔ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے دوسری رکعت کے لئے اُٹھنے میں ذرا دیر لگائی۔ ہم سب مقتدی کھڑے ہو گئے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی طرح بیٹھے رہے جس طرح مولوی صاحب کھڑے ہوئے اسی طرح بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھڑے ہوئے۔‘‘

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے

حضرت مولانا بقاپوری صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حافظ نبی بخش صاحب فیض اللہ چک کی آنکھیں اُٹھ آئی تھیں۔ ڈاکٹروں اور حکیموں سے علاج کرواتے رہے۔ کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کافی عرصہ آنکھوں کی تکلیف میں مبتلاء رہے۔ فرماتے تھے کہ ایک دن مجھے خیال آیا کہ حضورؑ کا الہام ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ میں کیوں نہ برکت حاصل کروں۔ چنانچہ مسجد مبارک میں بعد نماز حضورؑ تشریف فرما تھے۔ حافظ صاحب کہا کرتے تھے کہ حضورؑ کے پیچھے بیٹھ جایا کرتے اور شملہ اپنی آنکھوں پر لگایا کرتے دو دن برابر لگاتے رہے۔ تیسرے دن بغیر دوا کے آنکھیں کورا سی ہو گئیں۔ نہ لالی رہی نہ سرخی وغیرہ۔ حضورؑ کی دستارِ مبارک کا شملہ جو پیچھے لٹکتا رہتا تھا وہ ذرا سا لمبا ہوتا تھا۔

(اصحاب احمد جلد دہم صفحہ 256)

الٰہی غیرت

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری ایک بہن تھی۔ ان کا ایک لڑکا تھا۔ وہ پیچش کے مرض میں مبتلا ہوا اور مر گیا۔ اس کے چند روز بعد میں گیا۔ میرے ہاتھ سے انہوں نے کسی پیچش کے مریض کو اچھا ہوتے دیکھا مجھ سے فرمانے لگیں کہ بھائی اگر تم آ جاتے تو میرا لڑکا بچ ہی جاتا۔ میں نے ان سے کہا کہ تمہارے ایک لڑکا ہو گا اور میرے سامنے پیچش کے مرض میں مبتلاء ہو کر مرے گا۔ چنانچہ وہ حاملہ ہوئیں اور ایک بڑا خوبصورت لڑکا پیدا ہوا۔ پھر وہ پیچش کے مرض میں مبتلاء ہوا۔ ان کو میری بات یاد تھی۔ مجھ سے کہنے لگیں کہ اچھا دعا ہی کرو۔ میں نے کہا خدا تعالیٰ آپ کو اس کے عوض میں ایک اور لڑکا دے گا۔ لیکن اس کو تو اب جانے ہی دو۔ چنانچہ وہ لڑکا فوت ہو گیا اور اس کے بعد ایک اور لڑکا پیدا ہوا۔ جو زندہ رہا۔ اب تک زندہ برسر روزگار ہے۔ یہ الٰہی غیرت تھی۔

(مرقاۃ الیقین صفحہ 177-178)

گھر سے نکلتے وقت کی دعا

حضرت اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب میرے گھر سے نکلتے تو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ

(سنن ابی داؤد ابواب النوم باب مایقول اذا خرج من بیتہ)

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہوں یا گمراہ کیا جاؤں، یا لغزش کھاؤں یا پھسلایا جاؤں اور اس بات سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی دوسرا مجھ پر ظلم کرے یا جہالت برتوں یا میرے ساتھ جہالت برتی جائے۔

امۃ الشافی رومی۔ قادیان

دوسری شرط بیعت

ظلم نہ کرو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ دس شرائط بیعت میں سے دوسری شرط بیعت ہے کہ بیعت کنندہ جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق وفجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہ ہو گا۔

اس شرط بیعت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 9 برائیوں کا ذکر فرمایا ہے جس میں سے خاکسار اس مضمون میں ظلم نہ کرو کے متعلق اسلامی تعلیمات تحریر کرنا چاہتی ہے۔ اردو لغت میں دیکھیں تو ظلم کے معنی اندھیرا، ستم، بے انصافی، بے رحمی، پاپ، زبردستی، زور اور زیادتی کے ہیں اور جب بھی بے انصافی اور بے رحمی، زور، زبردستی اور زیادتی سے کام لیا جاتا ہے تو گھروں اور معاشرے کا امن وسکون برباد ہو جاتا ہے، فساد اور بے چینی پھیلتی ہے، انسانیت کا خون ہوتا ہے۔مظلوم تو دکھ اور تکلیف میں مبتلا ہوتا ہی ہے ظالم خود گناہ کا مرتکب ہو کر اپنے اعمال نامہ کو سیاہ کر دیتا ہے اور خدا کی سزا اور غضب کے وارد ہونے کا موجب بنتا ہے۔

اسلامی تعلیمات کی بات کریں تو یہ بات صاف ظاہر ہے کہ اسلام اپنی پرحکمت تعلیمات کے ذریعہ ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے جو ہر فرد بشر کیلئے پرسکون زندگی کا ضامن ہو۔ گویا کہ اسلام ہمیں اپنی پرامن تعلیمات کے ذریعہ جنت نظیر معاشرہ قائم کرنے کی ضمانت دیتا ہے۔

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ اس نے ہمیں سب سے افضل مذہب ’’اسلام‘‘، سب سے افضل کتاب ’’ قرآن کریم‘‘ اور سب سے افضل رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائے اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود ومہدئ موعود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جنھوں نے اسلام کی حقانیت دنیا پر اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برتری تمام انبیاء اور رسولوں پر ثابت کی اور اسلام کی صحیح تعلیمات سے دنیا کو روشناس کروایا۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں ’’نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاو۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات زندگی اور سیرت طیبہ پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ تھے۔ آپ کے اخلاق عین قرآن مجید کے مطابق تھے۔

قرآن کریم میں آتا ہے:

فَاخۡتَلَفَ الۡاَحۡزَابُ مِنۡۢ بَیۡنِہِمۡ ۚ فَوَیۡلٌ لِّلَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡ عَذَابِ یَوۡمٍ اَلِیۡمٍ ﴿۶۶﴾

(الزخرف:66)

اس کا ترجمہ ہے:پس ان کے اندر ہی سے گروہوں نے اختلاف کیا۔ پس اُن لوگوں کے لئے جنھوں نے ظلم کیا ہلاکت ہو دردناک دن کے عذاب کی صورت میں۔

مگر افسوس کہ مسلمان اسلامی تعلیمات کو بھول چکے ہیں یا یوں کہیں کہ اسلامی تعلیمات جانتے ہیں مگر عمل نہیں اور نام نہاد علماء اپنے مفاد کی خاطر معصوم لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور ان نام نہاد علماء نے اسلام کے نام پر ظلم کی انتہا کر دی ہے۔

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر نظر ڈالیں تو آپ کی ساری زندگی اعلیٰ اخلاق سے مزین تھی۔ آپ نے کبھی کسی کو تکلیف نہ پہنچائی نہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم کیا۔ بلکہ ہمیشہ عفو اور درگزر سے کام لیا یہاں تک کہ اپنے جانی دشمنوں کو بھی معاف فرما دیا۔

لیا ظلم کا عفو سے انتقام
علیك الصلوٰۃ علیك السلام

آپ نہایت رحم دل، نرم دل اور بہت احتیاط سے کام لینے والے تھے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ شیطان اس کے ہاتھ سے یہ ہتھیار بے قابو کر دے اور دوسرے کو لگ جائے اور اس طرح سے وہ آگ کے گڑھے میں جا گرے۔

(مسلم کتاب البرّ والصلة باب النهى عن الاشارة بالسلاح الى المسلم)

اسی طرح ایک حدیث ہے حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں بن کر سامنے آئے گا۔حرص، بخل اور کینہ سے بچو کیونکہ حرص، بخل اور کینہ نے پہلوں کو ہلاک کیا،اس نے ان کو خوں ریزی پر آمادہ کیا اور ان سے قابل احترام چیزوں کی بے حرمتی کرائی۔

(مسند احمد جلد نمبر 3صفحہ 323)

عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ بے انصافی اور حق تلفی سے کام لیتے ہیں اور دوسروں کے حق دبا جاتے ہیں۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔حضرت عبد اللہؓ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے عرض کی یا رسول اللہ کون سا ظلم سب سے بڑا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کے حق میں سے ایک ہاتھ زمین دبا لے۔ اس زمین کا ایک کنکر بھی جو اس نے از راہ ظلم لیا ہوگا تو اس کے نیچے کی زمین کے جملہ طبقات کا طوق بن کر قیامت کے روز اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا اور زمین کی گہرائی سوائے اس ہستی کے کوئی نہیں جانتا جس نے اسے پیدا کیا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 1صفحہ 396 مطبوعہ بیروت)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

’’بعض لوگ جو اپنے بہنوں بھائیوں یا ہمسایوں کے حقوق ادا نہیں کرتے یا لڑائیوں میں جائیدادوں پر ناجائز قبضہ کر لیتے ہیں، زمینیں دبا لیتے ہیں ان کو اس پر غور کرنا چاہئے۔ احمدی ہونے کے بعد جبکہ اس شرط کے ساتھ ہم نے بیعت کی ہے کہ کسی کا حق نہیں دبائیں گے، ظلم نہیں کریں گے، بہت زیادہ خوف کا مقام ہے۔‘‘

(کتاب شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں صفحہ 34)

پھر ظالم کو ظلم سے روکنے کے تعلق سے حدیث ہے: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ! میں اپنے مظلوم بھائی کی مدد کا مطلب تو سمجھتا ہوں۔ لیکن ظالم بھائی کی کس طرح مدد کروں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو ظلم سے روکو اور اس سے اس کو منع کرو یہی اس کی مدد ہے۔

(بخاری کتاب الاکراہ باب یمین الرجل لصاحبه انه اخوه)

ظلم انسان کی تمام نیکیوں کو ضائع کر دیتا ہے اس تعلق سے حدیث ہے حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ ہم نے عرض کی جس کے پاس نہ روپیہ ہو، نہ سامان۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ جیسے اعمال لے کر آئے گا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہو گا اور کسی کا ناحق خون بہایا ہو گا یا کسی کو مارا ہو گا۔ پس ان مظلوموں کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی یہاں تک کہ اگر ان کے حقوق ادا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان کے گناہ اس کے ذمہ ڈال دئے جائیں گے اور اس طرح جنت کی بجائے اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ یہی شخص دراصل مفلس ہے۔

(مسلم،کتاب البرّ والصلة باب تحريم الظلم)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

’’اب سوچیں غور کریں، ہم میں سے ہر ایک کو سوچنا چاہئے۔ جو بھی ایسی حرکات کے مرتکب ہو رہے ہوں ان کے لئے خوف کا مقام ہے۔ اللہ کرے کہ ہم میں سے کوئی بھی ایسی مفلسی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور کبھی پیش نہ ہو۔‘‘

(کتاب شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں صفحہ 35)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:’’ میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہیں یا اپنے مقامات میں بود و باش رکھتے ہیں اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں، اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنجوقت نماز جماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا

بقیہ صفحہ 13 پر

حنیف محمود کے قلم سے

آداب معاشرت

گفتگو کے آداب

قسط 8

حقیقت یہ ہے کہ ہر بات کی خدا تعالیٰ کے ہاں باز پرس ہوگی۔ اس لئے ہمیشہ پاکیزہ اور نیک کلمات بولنے چاہیں۔ زبان کا باہمی تعلقات پر نہایت گہرا اثر پڑتا ہے نیک کلام کے اندر ایک مقناطیسی کشش ہوتی ہے۔ مومن کی زبان گندے اور غلیظ کلام سے محفوظ رہتی ہے۔ اس کا کلام پاکیزہ ہوتا ہے۔ حدیث میں مومن کی صفات بیان ہوئی ہیں کہ وہ طعنہ زن، بہت بد دعا کرنے والا، بے حیا اور بد زبان نہیں ہوتا ہے۔ وہ حیادار ہوتا ہے اور حیادار شخص کی زبان اس کے قابو میں رہتی ہے

اگر کوئی بات کہو تو ہمیشہ سچ بات کہو۔ پیچدار بات نہ کرو۔ توحید کے بعد سب سے بڑی نیکی سچ اختیار کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا (احزاب:71) اے مومنو! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور وہ بات کہو جو سچی ہو۔ پھر سچی بات کہنے کا نتیجہ یہ بتایا کہ گفتگو عام فہم اور وضاحت سے کرنی چاہئے۔ آنحضور ﷺ کی گفتگو نہایت شیریں اور دلآویز ہوتی تھی۔ آپ بہت ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے، جب کسی بات پر زور دینا ہوتا تو آپؐ اسے دو تین بار دُہراتے تا کہ سننے والوں کو یاد ہو جائے۔ پاکیزہ گفتگو کرنی چاہئے کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ پاکیزہ کلمہ بھی صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم) اور آگ سے بچاؤ کا ذریعہ بھی ہے۔ تکلف اور تصنع کے بغیر گفتگو کرنی چاہئے اور نہ ہی زبان کو موڑ کر گفتگو کرنی چاہئے۔ یہود کا یہ طریق تھا کہ وہ اپنی زبان کو پیچ دے کے اور لفظ بگاڑ کر گفتگو کرتے تھے۔

آپؐ نے فرمایا جو لوگ گفتگو کے وقت زبان کو مروڑ مروڑ کر باتیں کرتے ہیں قیامت کے دن ایسے لوگ مجھ سے دور رہیں گے۔ (ترمذی) گفتگو میں مبالغہ سے کام نہیں لینا چاہئے۔ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مبالغہ سے تکلف کرنے والے ہلاک ہوئے۔ آپؐ نے یہ تین بار فرمایا۔ (مسلم) بیہودہ بکواس اور فحش کلامی نہیں کرنی چاہئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آنحضرت ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ نہ تو آپؐ فاحش تھے اور نہ قصداً فحش گوئی کرتے تھے۔ (صحیح بخاری) ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن فحش بکنے والا، بدزبان اور بدگو نہیں ہوتا۔ (ترمذی) پس فحش گوئی سے بچنا چاہئے اور کثرت سے استغفار کرنا چاہئے۔

زبان کا سارے اخلاق پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے مومنوں پر واجب ہے کہ وہ سخت زبانی نہ کرے۔ بُرے نام سے نہ پکارے اور نہ ہی کسی پر لعنت کرے۔ گالی گلوچ نہ دے کیونکہ یہ بدخلقی ہے جو انسان کے ایمان کو غارت کر دیتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ مومن پر لعنت کرنا اس کے قتل کرنے کے مترادف ہے۔ (بخاری) مومن کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے۔ اس لئے گفتگو میں غیبت جیسی گھناؤنی بُرائی کرنے سے بچا جائے۔ مومنوں کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا یَغۡتَبۡ بَّعۡضُکُمۡ بَعۡضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡہِ مَیۡتًا فَکَرِہۡتُمُوۡہُ (الحجرات:13) کہ تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا۔ (اگر تمہاری طرف یہ بات منسوب کی جائے تو) تم اس کو ناپسند کرو گے۔ الھمزہ: 4،2 میں ارشاد ہے۔ وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِۣ ۙ الَّذِیۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَہٗ ط یَحۡسَبُ اَنَّ مَالَہٗۤ اَخۡلَدَہٗ ہر غیبت کرنے والے اور عیب چینی کرنے والے کے لئے عذاب ہی عذاب ہے۔ چغلی کرنا، تہمت لگانا اور نسب میں طعن کرنا کفر کی علامت ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔

گفتگو کے دوران کسی کی حقارت کے ساتھ ہنسی نہ اڑائی جائے۔ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا یَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِّنۡ قَوۡمٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا خَیۡرًا مِّنۡہُمۡ وَلَا نِسَآءٌ مِّنۡ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُنَّ خَیۡرًا مِّنۡہُنَّ ۚ وَلَا تَلۡمِزُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَلَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ ؕ بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِیۡمَانِ ۚ وَمَنۡ لَّمۡ یَتُبۡ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوۡنَ (الحجرات:12) اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے اسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کیا کرے ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہو۔ اور نہ ہی عورتیں دوسری عورتوں سے ان کو حقیر سمجھ کر ہنسی ٹھٹھا کیا کریں۔ ممکن ہے کہ وہ عورتیں ان سے بہتر ہوں۔ گفتگو میں اگر کسی مزاح کا رنگ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن ایسا مزاح نہ کیا جائے جو گھٹیا ہو اور دوسرے کی دل شکنی کا باعث بنے۔ رسول کریم ﷺ شگفتہ مزاج تھے اور کبھی کبھی ظرافت کی باتیں بھی فرماتے۔ بہت زیادہ کلام نہیں کرنا چاہئے کیونکہ کثرت کلام سے بسااوقات لوگوں میں فساد پھیلنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ آنحضور ﷺ فرماتے ہے کہ اللہ کے ذکر کے بغیر زیادہ کلام نہ کرو۔ اللہ کے ذکر کے بغیر کثرتِ کلام سے دل سخت ہو جاتا ہے اور سنگ دل آدمی اللہ سے سب کے مقابلہ میں دور تر ہوتا ہے۔

(ریاض الصالحین)

بات مختصر اور موقع محل کے مطابق کرنی چاہئے۔ آنحضرت ﷺ کو یہ وصفِ کامل خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا تھا۔ سوچ سمجھ کر اور عقل کے ساتھ گفتگو کرنی چاہئے۔ بات کرتے وقت مزاج شناسی کر لینی چاہئے خواہ مخواہ ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جسے سن کر دوسرا مشتعل ہو جائے۔ ایسے طریق سے کلام کرنا چاہئے جو مخاطب کے فہم کے مطابق ہو، جس سے وہ بات کو اچھی طرح سمجھ سکے اور اس کی غلط فہمی دور ہو جائے۔ آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ لوگوں سے ان کے فہم اور ادراک کے مطابق کلام کیا کرو۔ (دیلمی) حضورؐ تو نباض اعظم تھے۔ آپؐ ہمیشہ آدمی کی طبع کا اندازہ لگا کر جواب دیتے تھے۔ صحابہ کرامؓ جب بھی آپؐ سے کوئی سوال یا مسئلہ پوچھتے آپؐ ہمیشہ ان کی سمجھ اور حالت کے مطابق جواب دیتے تھے۔ غصے اور جوش میں آکر تیزی سے جلد جلد بات نہیں کرنی چاہئے بلکہ تحمل کے ساتھ گفتگو کرنی چاہئے کیونکہ بے جا غصہ میں کہی گئی بات اپنا اثر کھو بیٹھتی ہے۔ غصہ کو قابو میں رکھ کر باتیں کرنا حوصلہ مندی اور مردانگی کا ثبوت ہے۔ اگر موقع نہ ہو یا کہنے کو اچھی بات نہ ہو تو پھر خاموش رہنا چاہئے۔ آنحضور ﷺ اکثر چُپ رہتے اور بے ضرورت کبھی گفتگو نہ فرماتے تھے۔ آپؐ فرماتے تھے جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ بھلی بات کہے یا خاموش ہو رہے۔

(اربعین نودی)

سنی سنائی بات کو آگے نہیں پھیلانا چاہئے۔ افواہیں پھیلانے سے معاشرے کی سالمیت اور امن کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر سنی ہوئی بات کو بے سوچے سمجھے پھیلا دینا انسان کے لئے بڑا جھوٹ بن جاتا ہے (مسلم) ایک دوسرے سے بات سن کر بغیر تحقیق کے باتیں پھیلا دینا گناہ ہے کیونکہ اس طرح ایک آدمی کی عزت پر ناحق حملہ ہو جاتا ہے اور وہ بدنام ہو جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے سخت عذاب ہوگا۔ مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولنا چاہئے اور جھوٹ کو سچائی کے رنگ میں بھی پیش نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ جھوٹ ایک زہر ہے جس سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے اور جہنم میں جا پہنچتا ہے۔ اگر انسان ہنسی مذاق میں ہی جھوٹ کی عادت ڈال دے تو پھر وہ سنجیدہ جھوٹ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ (الحج) جھوٹ بولنے سے بچو۔ آنحضرت ﷺ سب سے زیادہ صادق القول اور راستباز تھے۔ آپؐ جھوٹ کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ وہ جھوٹ حرام ہے جو محض ہنسانے اور خوش کرنے کے لئے ہو۔ آپؐ فرماتے تھے۔ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو بات کرتا ہے اور اس میں جھوٹ بولتا ہے تا کہ اس سے لوگوں کو ہنسائے اس کے لئے ہلاکت وتباہی ہے۔

جھوٹی گواہی کبھی نہیں دینی چاہئے۔ خواہ وہ اپنی ماں باپ، حقیقی بھائی یا رشتہ دار کے متعلق ہو۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کی یہ صفت بیان فرماتا ہے کہ وہ جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے۔ بات بات میں قسم نہیں کھانی چاہئے۔ مومنوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لغو قسموں سے اعراض کرتے ہیں۔ یہ بہت بُری خصلت ہے کہ انسان جس کے پاس جائے اس کی بات کرے، یہ منافقت ہے۔ اِدھر کی بات سن کر اُدھر اور اُدھر کی بات سن کر اِدھر نہیں بتانی چاہئے کیونکہ اس سے فساد پھیلتا ہے۔

کسی کی تعریف کرتے ہوئے مبالغہ آرائی نہ کی جائے۔ ایسی مدح مکروہ ہے۔ گفتگو کے دوران کسی کی بات کاٹنی نہیں چاہئے۔ جب ایک شخص گفتگو کر رہا ہو تو اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کی بات سننی چاہئے۔ جب دو شخص باہم گفتگو کر رہے ہوں اور وہ اس بات کو ناپسند کرتے ہوں کہ کوئی شخص ان کی گفتگو سنے تو تجسس نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی کان لگا کر ان کی بات سننی چاہئے۔ بزرگوں کے سامنے اُونچی آواز کے ساتھ بات چیت نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ ادب کے ساتھ ان سے گفتگو کی جائے۔ اگر کوئی مجلس میں نامناسب گفتگو کرے تو اسے مطلع کر دینا چاہئے اور اگر کوئی شخص اچھی بات کہے تو اس کی داد دینا بھی جائز ہے۔ اگر بیت الخلا میں ہوں تو کسی سے گفتگو نہیں کرنی چاہئے۔

پس ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنی زبان کی حفاظت کریں۔ اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے کسی کو دکھ نہ دیں۔ جب بھی بات کریں تو سچ بولیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم راست گفتار بن جائیں اور کلام کے سب آداب کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیشہ رفق اور ملاطفت کے ساتھ گفتگو کریں۔ تا خدائے کلیم کے پاک کلام اور خوشخبریوں سے ہم مشرف ہوسکیں۔

محمد انور شہزاد

شب برات کی حقیقت

شعبان اسلامی کیلنڈر کا آٹھواں مہینہ ہے۔ اس ماہ کی 15 تاریخ کی رات عوام میں شب برات اور شب قدر کے نام سے مشہور ہے۔ اس رات کو لیلۃ البراءت، لیلۃ الصک، لیلۃ الرحمۃ، اور لیلۃ المبارکہ بھی کہا جاتا ہے۔

شب برات کے معانی

شب برأت دراصل فارسی اور عربی کے دو لفظوں کا مجموعہ ہے۔ شب، فارسی میں رات کو کہتے ہیں۔ اور برات اگر الف اور ت کے درمیان ہمزہ (ء) ہو تو عربی کا لفظ ہے یعنی براءت۔ جس کے معنی بری ہونے اور نجات پانے کے ہیں۔

اگر لفظ برات کے الف اور ت کے درمیان ہمزہ نہ ہو تو یہ سنسکرت سے ماخوذ ہوگا۔ فارسی اور اُردو دونوں میں الگ الگ معنی کے لئے بولا جاتا ہے۔ فارسی میں برات بمعنی حصہ، نقد، تقدیر وغیرہ ہے۔ اور اُردو میں وہ جلوس جو دولہا کی شادی میں اس کے ساتھ جاتا ہے۔

قرآن کریم میں شب برات کا ذکر

سب سے پہلے ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ آیا قرآن کریم میں شب برات یعنی 15 شعبان کی فضیلت کے بارہ میں کیا بیان ہوا ہے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ سارے قرآن کریم میں صرف ایک رات کی غیر معمولی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ یعنی ''لیلۃ القدر'' وہ رات جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا۔ اس کی اہمیت قرآن کریم میں ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے:

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ﴿۲﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰٮکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ﴿۳﴾ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ ﴿۴﴾ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ﴿۵﴾ سَلٰمٌ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ﴿۶﴾

(سورۃ القدر)

یقیناً ہم نے اسے قدر کی رات میں اتارا ہے۔ اور تجھے کیا سمجھائے کہ قدر کی رات کیا ہے۔ قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ بکثرت نازل ہوتے ہیں اُس میں فرشتے اور روح القدس اپنے ربّ کے حکم سے۔ ہر معاملہ میں۔ سلام ہے۔ یہ (سلسلہ) طلوعِ فجر تک جاری رہتا ہے۔۔

احادیث میں لیلۃ القدر کے متعلق آتا ہے کہ یہ ماہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں آتی ہے اور اس کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

لیلۃ القدر کے علاوہ کسی اور رات کی اس قدر فضیلت قرآن کریم میں بیان نہیں کی گئی۔

قائلین شب برات کا موقف

شب برات منانے کے قائلین قرآن کریم کی درج ذیل آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ اس میں شب برات کا ذکر ہے:

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنۡذِرِیۡنَ ﴿۴﴾ فِیۡہَا یُفۡرَقُ کُلُّ اَمۡرٍ حَکِیۡمٍ ﴿۵﴾

(الدخان: 4-5)

یقیناً ہم نے اسے (یعنی قرآن کو) ایک بڑی مبارک رات میں اتارا ہے۔ ہم بہرصورت اِنذار کرنے والے تھے۔ اس (رات) میں ہر حکمت والے معاملہ کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

شب برات کے قائلین ''لیلہ مبارکہ'' سے شب برات مراد لیتے ہیں۔ انہوں نے ''لیلہ مبارکہ'' یعنی برکت والی رات کو الگ رات قرار دے کر ''لیلۃ القدر'' کی تمام فضیلتیں شب برات کے ساتھ منسوب کر دی ہیں جو درست نہیں ہے۔ لیلۃ القدر کو ہی دوسری جگہ لیلہ مبارکہ یعنی خیر وبرکت والی رات کہا گیا ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا۔ قرآن کریم ماہ رمضان میں نازل ہونا شروع ہوا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شَہۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ (البقرہ:186) کہ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا۔

لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ایک رات ہے۔ اور اس میں عبادت کرنے کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

صحابہ کرام میں قرآن کریم سمجھنے کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ صحابہ رسول ﷺ میں سے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور حضرت ابن عمرؓ اور دیگر مفسرین میں سے حضرت قتادہؒ، حضرت مجاہدؒ، حضرت حسن بصریؒ کے نزدیک ''لیلہ مبارکہ'' سے مراد لیلۃ القدر ہی ہے۔ کیونکہ دونوں راتوں میں قرآن کریم کا نزول قدر مشترک ہے۔ لہٰذا ''لیلہ مبارکہ'' سے ''شب برات'' مراد لینا درست نہیں ہے۔ ''لیلہ مبارکہ'' اور لیلۃ القدر ایک ہی رات کے دو نام ہیں۔

حضرت امام رازیؒ کا موقف

حضرت امام رازیؒ تفسیر کبیر میں سورۃ الدخان کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں کہ: ''لیلہ مبارکہ کے متعلق مفسرین نے اختلاف کیا ہے۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ دراصل لیلۃ القدر ہی ہے۔ عکرمہ اور کچھ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ یہ شب براءت ہے جو پندرہ شعبان کو آتی ہے۔ مفسرین کی اکثریت نے جو لیلہ مبارکہ کو لیلۃ القدر قرار دیتی ہے اپنے قول کی تائید میں درج ذیل دلائل سے استنباط کیا ہے:

اول۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے متعلق سورۃ القدر میں فرمایا ہے کہ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ کہ ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔ اور سورہ دخان کی اس آیت میں فرمایا اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ کہ ہم نے اس قرآن کو لیلہ مبارکہ میں نازل کیا۔ پس اس سے لازم آتا ہے کہ لیلہ مبارکہ کو ہی لیلۃ القدر کا نام دیا گیا ہے تا کہ دونوں آیات میں تناقض نہ رہے۔

دوسری دلیل یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: شَہۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ (البقرہ:186) کہ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا۔ یہاں خدا تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ قرآن کا نزول رمضان کے مہینہ میں ہوا اور سورۃ دخان کی اس آیت میں فرمایا کہ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ کہ ہم نے قرآن کو لیلہ مبارکہ میں نازل کیا۔ پس اس سے لازم آیا کہ یہ رات رمضان کے مہینوں میں سے ایک رات ہے (نہ کہ شعبان کی رات)۔ اور جس کسی نے لیلہ مبارکہ کو رمضان کے مہینہ میں تسلیم کیا ہے اس نے اسے لیلۃ القدر ہی قرار دیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ لیلۃ القدر ہی ہے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کی صفت میں بیان فرمایا ہے تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ سَلٰمٌ کہ اس رات میں فرشتے اور روح القدس اپنے رب کے حکم سے نازل ہوتے ہیں اور یہاں لیلہ مبارکہ کی صفت میں فرمایا فِیۡہَا یُفۡرَقُ کُلُّ اَمۡرٍ حَکِیۡمٍ کہ اس میں ہر حکمت والے امر کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے اس قول سے مناسبت رکھتا ہے کہ تنزل الملائکۃ والروح فیھا کہ اس رات میں فرشتے اور روح القدس نازل ہوتے ہیں۔

لیلہ مبارکہ کی صفت میں فرمایا اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا اور لیلۃ القدر کی صفت میں فرمایا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ۔ یہاں فرمایا: رَحۡمَۃً مِّنۡ رَّبِّکَ اور سورہ القدر میں فرمایا سَلٰمٌ ہِیَ۔ پس جب اس قدر اوصاف مشترک ہیں تو ثابت ہوا کہ دونوں راتیں دراصل ایک ہی رات کے دو نام ہیں۔۔۔۔۔

جہاں تک اس گروہ کا تعلق ہے جو شعبان کی پندرھویں رات کو لیلہ مبارکہ قرار دیتا ہے تو میں نے ان کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں پائی جس پر اعتماد کیا جاسکے۔ انہوں نے عام افراد سے نقل کرنے پر ہی قناعت کی ہے۔

(تفسیر کبیر امام رازی زیر آیت الدخان: 1 تا 9)

حضرت علامہ زمخشریؒ کا موقف

حضرت علامہ زمخشریؒ تفسیر کشاف میں لیلہ مبارکہ والی آیت کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں کہ:

لیلہ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے۔ البتہ بعض لوگ اس سے نصف شعبان کی رات مراد لیتے ہیں جس کے چار نام بیان کیے جاتے ہیں۔

1. لیلہ مبارکہ
2. لیلۃ البراءۃ
3. لیلۃ الصک (دستاویز والی رات)۔
4. لیلۃ الرحمۃ

کہا جاتا ہے کہ اس رات اور لیلۃ القدر کے درمیان چالیس راتیں ہیں۔ لیلۃ البراءۃ یعنی شب برات اور لیلۃ الصک کی وجہ تسمیہ میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جس طرح ٹیکس collector جب کسی سے ٹیکس لے لیتا ہے تو اس کے حق میں بریت والی دستاویز لکھ دیتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ اس رات میں اپنے بندوں کے لیے جہنم سے بریت لکھتا ہے۔

پانچ خصوصیات

کہا جاتا ہے کہ اس رات کی پانچ خصوصیات ہیں:

(1) اس میں ہر حکمت والے امر کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور اس رات عبادت کی بہت فضیلت ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اس رات 100 رکعات ادا کیں اللہ تعالیٰ اس کی طرف 100 فرشتے بھیجے گا جن میں سے 30 فرشتے اسے جنت کی بشارت دیں گے، 30 فرشتے اسے آگ کے عذاب سے امن میں رکھیں گے، 30 فرشتے اس سے دنیا کی آفات دور کریں گے اور 10 فرشتے اس سے شیطان کی تدبیروں کو دور کریں گے۔

(2) اس رات رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ

فرماتے ہیں: اس رات اللہ تعالیٰ میری امت پر بنو کلب قبیلہ کی بکریوں کے بالوں کے برابر رحم کرے گا۔

(3) اس رات حصول مغفرت ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس رات سب مسلمانوں کو بخش دیتا ہے سوائے کاہن، جادوگر، کینہ پرور، شراب کا عادی، والدین کا نافرمان اور زنا پر اصرار کرنے والے کے۔

(4) رسول اللہ ﷺ کو اس رات مکمل شفاعت کا حق دیا گیا ہے۔ وہ اس طرح کہ آپ نے شعبان کی تیرھویں رات اپنی امت کے بارے میں یہ حق مانگا تو آپ کو تیسرے حصے کی شفاعت کا حق دیا گیا پھر چودھویں رات کو یہ حق مانگا تو آپ کو امت کے دو تہائی حصے کے بارہ میں شفاعت کا حق دیا گیا پھر آپ نے پندرھویں شعبان کو یہ حق مانگا تو آپ کو ساری امت کی شفاعت کا حق دے دیا گیا سوائے ایسے شخص کے جو اللہ کی اطاعت سے ایسے بدک کر نکل جائے جیسے اونٹ اپنے مالک کے سامنے بدک کر بھاگ جاتا ہے۔

(5) اس رات اللہ تعالیٰ زمزم کے پانی کو ظاہری طور پر زیادہ کر دیتا ہے۔

تاہم اکثریت لیلہ مبارکہ سے لیلۃ القدر ہی مراد لیتی ہے۔ کیونکہ لیلۃ القدر اور لیلۃ البراءۃ کے متعلق خدا تعالیٰ کے اقوال باہم مطابقت رکھتے ہیں جیسے فرمایا: اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ پھر فرمایا: فِیۡہَا یُفۡرَقُ کُلُّ اَمۡرٍ حَکِیۡمٍ یہ قول تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ والے قول کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ شَہۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ۔ مطابقت رکھتا ہے اس سے کہ لیلۃ القدر ماہ رمضان میں آتی ہے۔

(تفسیر کشاف للعلامہ زمخشری زیر آیت الدخان: 1تا8)

15 شعبان کی فضیلت کے متعلق احادیث

احادیث کا مطالعہ کرنے سے شعبان اور 15 شعبان کی اہمیت و فضیلت کے حوالہ سے بعض احادیث ملتی ہیں۔ چنانچہ ان میں سب سے مشہور حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قالت فقدتُّ رسول الله صلى الله عليه وسلم لَيْلَةً فَخَرَجْتُ فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيعِ فَقَالَ أَكُنْتِ تَخَافِينَ أَنْ يَحِيفَ اللهُ عَلَيْكِ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ

(جامع ترمذی)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں: میں نے ایک رات نبی کریم ﷺ کو اپنے بستر پر نہ پایا، تو میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلی، تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ بقیع (مدینہ طیبہ کا قبرستان) میں ہیں، آپ ﷺ نے (مجھے دیکھ کر) ارشاد فرمایا: کیا تو یہ اندیشہ رکھتی ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تیرے ساتھ بے انصافی کرے گا؟ (یعنی تیری باری میں کسی دوسری بیوی کے پاس چلا جائے گا؟) میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے یہ خیال ہوا کہ آپ اپنی کسی دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہوں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب میں آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہٗ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔ (بنو کلب عرب کا ایک قبیلہ تھا، عرب کے تمام قبائل سے زیادہ اس کے پاس بکریاں ہوتی تھیں۔)

اسی طرح ایک دوسری حدیث حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ مندرجہ ذیل ہے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُومُوا لَيْلَهَا وَصُومُوا نَهَارَهَا فَإِنَّ اللهَ يَنْزِلُ فِيهَا لِغُرُوبِ الشَّمْسِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ أَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِي فَأَغْفِرَ لَهُ أَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ أَلَا مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ أَلَا كَذَا أَلَا كَذَا حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ

(ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جب نصف شعبان کی رات آجائے تو تم اس رات میں قیام کیا کرو اور اس کے دن (پندرہویں تاریخ) کا روزہ رکھا کرو؛ اس لیے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ سورج غروب ہونے سے طلوع فجر تک قریب کے آسمان پر نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ کیا ہے کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا جس کی میں مغفرت کروں؟، کیا ہے کوئی مجھ سے رزق کا طالب کہ میں اس کو رزق عطا کروں؟ کیا ہے کوئی کسی مصیبت یا بیماری میں مبتلا کہ میں اس کو عافیت عطا کروں؟ کیا ہے کوئی ایسا؟ کیا ہے کوئی ایسا؟ اللہ تعالیٰ برابر یہ آواز دیتا رہتا ہے؛ یہاں تک کہ سورج طلوع ہوجاتا ہے۔

15 شعبان کے متعلق احادیث کی صحت

ان احادیث کے بارے میں علماء کا ایک بڑا طبقہ یہ مانتا ہے کہ ان کے بعض راوی ضعیف ہیں اور یہ احادیث موضوع ہیں چنانچہ علامہ بدر الدین عینی حنفیؒ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں کہ:

’’نصف شعبان میں عبادت کرنے والی احادیث کی بابت ابو الخطاب کہتے ہیں کہ یہ سب وضعی ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث جو ترمذی میں ہے اس کی سند مقطوع ہے۔ وہ حدیث یہ ہے کہ: عروۃؒ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ: اپنی باری میں ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا چنانچہ میں تلاش میں نکلی تو دیکھا کہ آپ ’’بقیع‘‘ میں ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تمہیں خوف تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے سمجھا کہ شاید آپ کسی دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو دنیا کے آسمان پر نزول فرماتا ہے اور بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ تعداد میں لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔

امام ترمذی یہ حدیث درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ہم حدیث عائشہ کو حجاج کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور امام محمد بن اسماعیل البخاری نے اس حدیث کوضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند میں یحییٰ بن کثیر نے عروہ سے اور حجاج نے یحییٰ بن کثیر سے کوئی حدیث نہیں سنی۔ سنن ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو مذکورہ سند سے ہی نقل کیا ہے۔ اور ابو الخطاب کا قول کہ اس کی سند مقطوع ہے کا مطلب ہے کہ اس کی سند دو جگہ سے منقطع ہے۔ ایک حجاج اور یحییٰ کی طرف سے اور ایک یحییٰ اور عروہ کی طرف سے۔ یعنی ان دونوں کی آپس میں ملاقات ثابت نہیں ہے۔۔۔

سنن ابن ماجہ میں روایت ہے کہ حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نصف شعبان کی رات ہو تو رات کو عبادت کرو اور آئندہ دن روزہ رکھو اس لئے کہ اس میں غروبِ شمس سے فجر طلوع ہونے تک آسمانِ دنیا میں اللہ تعالیٰ نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا کوئی مغفرت کا طلبگار ہے کہ میں اس کی مغفرت کروں؟ کیا کوئی رزق کا طلبگار ہے کہ میں اسے رزق دوں؟ کیا کوئی بیماری میں مبتلا ہے کہ میں اسے شفا دوں؟ کوئی ایسا ہے کوئی ویسا ہے؟ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

اس حدیث کی سند بھی ضعیف ہے۔ ابن ابی سبرہ جس کا اصل نام ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن سبرۃ ہے یہ راوی بھی ضعیف ہیں اور ابراہیم بن محمد جو ابن ابی یحییٰ کے نام سے جانے جاتے ہیں اسے بھی جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب کی سند سے ایک اور حدیث مروی ہے کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو پندرہویں شعبان کی رات کو دیکھا کہ آپ نے 14 رکعات ادا کیں پھر آپ بیٹھ گئے 14 مرتبہ آپ نے سورۃ فاتحہ پڑھی۔

اس حدیث کے آخر میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایسا کیا تو اس نے گویا بیس حج مبرور کیے اور بیس سال کے مقبول روزے رکھے۔ پھر اگر وہ اگلے دن روزہ رکھتا ہے تو اس نے گویا گزشتہ 60 سالوں اور آئندہ 60 سالوں کے روزے رکھ لیے۔ اس روایت کو ابن جوزیؒ نے اپنی کتاب موضوعات میں درج کیا ہے اور اسے وضع قرار دیا ہے اور اس کی سند کو تاریک و سیاہ کہا ہے۔

حضرت علیؓ کے واسطہ سے ایک اور روایت بھی ہے اسے بھی امام جوزیؒ نے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ وہ روایت یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

جس نے پندرہ شعبان کی رات کو 100 رکعات ادا کیں اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ اور دس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی تو جو شخص ایسی نماز پڑھے گا تو خدا اس کی ہر دعا جو اس نے اس رات کی ہوگی قبول فرما لے گا۔ امام جوزیؒ اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ روایت موضوع ہے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم شعبان)

شب برات کی حقیقت

قرآن کریم اور مستند احادیث میں کوئی ثبوت نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ اس دن خصوصیت کے ساتھ روزہ رکھتے ہوں۔ اس سلسلہ میں جتنی بھی احادیث بیان کی جاتی ہیں ان کی اسناد ضعیف ہیں۔ اس رات کے ساتھ منسلک کام (حلوہ پکانا، آتش بازی کرنا وغیرہ) جو بڑی دھوم دھام سے کیے جاتے ہیں ان کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے نہیں ملتا۔

ماہ شعبان کے بارہ میں مستند احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اس مہینہ میں کثرت کے ساتھ نفلی روزے رکھا کرتے تھے لیکن آپ نے اپنی امت کو اس مہینہ میں بکثرت نفلی روزے رکھنے سے منع فرمایا ہے تا کہ وہ ماہ رمضان کے روزے پوری مستعدی کے ساتھ رکھ سکیں اور ایسا نہ ہو کہ ماہ شعبان میں بکثرت نفلی روزے رکھنے کے نتیجہ میں ماہ رمضان کے فرض روزوں کے سلسلے میں انہیں دشواری ہو۔

15 شعبان کے متعلق مفروضے اور قصے

اس قسم کی روایت کی موجودگی میں وقت کے ساتھ شب برأت کے ساتھ مفروضے اور قصے بھی شامل ہو گئے ہیں۔ گو ان قصوں کا شب برات سے کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا۔

(الف) جیسے مشہور ہے کہ جنگ اُحد میں آنحضرت ﷺ نے اپنے

دندان مبارک شہید ہونے کے بعد آج کے روز سخت غذا کھانے کے قابل ہوئے تھے۔ اس خوشی میں مٹھائیاں اور حلوے تیار کر کے تقسیم کئے جاتے ہیں۔

(ب) شیعہ حضرات اس روز کو امام غائب کی پیدائش کا دن تصور کرتے ہیں۔

(ج) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جس طرح زمین پر انسانوں کے لئے دو خوشیاں یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ مقرر ہیں اسی طرح آسمان پر فرشتوں کی دو عیدیں یعنی شب برأت اور شب قدر ہیں۔

جہاں تک روایات میں اس رات کی فضیلتوں کا تعلق ہے وہ مختلف زاویوں سے بیان ہوئی ہیں۔مثلاً:

- اس رات انسانوں کا رزق تقسیم کیا جاتا ہے۔
- انسان کی تقدیر لکھی جاتی ہے۔
- اس رات کی عبادت سے سال بھر کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔
- اس رات اللہ تعالیٰ قبیلہ بنی کلب کی بکریوں (یہ قبیلہ بکریاں پالا کرتا تھا) کے بالوں سے بھی زیادہ بندوں کی مغفرت فرماتا ہے۔
- اس رات انسانوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کئے جاتے ہیں۔
- اس رات اللہ تعالیٰ مختلف حاجات کا نام لے لے کر بلاتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرنے والا یا کچھ مانگنے والا۔ میں اس کی مراد پوری کروں گا۔مثلاً کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے اس بخش دوں۔کوئی مجھ سے رزق طلب کرنے والا ہے اسے میں رزق دوں۔کوئی ہے جو مصیبت سے نجات مانگے میں اسے نجات دوں۔
- اس رات آئندہ پیدا ہونے والوں اور مرنے والوں کی فہرست تیار ہوتی ہے۔

15 شعبان کی بعض بدعات و رسوم

چراغاں کرنا

شب براءت کے موقع پر بعض لوگ گھروں، مسجدوں اور قبرستانوں میں چراغاں کرتے ہیں، یہ بھی اسلامی طریق کے خلاف ہے اور غیر مسلموں کے تہوار دیوالی کی نقل اور مشابہت ہے۔

نصف شعبان کی رات کو چراغاں کرنے کی رسم کے متعلق علامہ ابن دحیہ کا خیال ہے کہ سب سے پہلے یہ رسم یحییٰ بن خالد برمکی کے زمانہ سے شروع ہوئی کہ جب مجوسی اسلام لائے تو انہوں نے عام لوگوں میں ملمع سازی کی باتوں کے ذریعہ یہ رسم پھیلا دی۔ علامہ ابن دحیہ نے اس رسم کا ذکر ملک کامل سے کیا تو انہوں نے تمام شہروں سے اس مجوسی بدعت کا قلع قمع کیا۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم شعبان)

حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ:

’’سب سے پہلے چراغاں اور آتش بازی کا مظاہرہ کرنے والے برامکہ تھے جو آتش پرست تھے۔ جب وہ مسلمان ہوئے تو انہوں نے ملمع سازی کر کے ان رسوم کو دین میں داخل کر دیا۔ ان کا اصل مقصد آتش پرستی تھا۔ اس طرح وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر آگ کی طرف رکوع اور سجود کرتے تھے۔‘‘

(کتاب الصلاۃ باب قیام شہر رمضان فصل الثانی)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ شرح بخاری میں ’’شب برات‘‘ کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ:

’’نصف شعبان کی رات کو چراغاں کرنے کے بارے میں بھی بعض روایات ہیں جو عند التحقیق وضعی ثابت ہوئی ہیں اور معلوم ہوا ہے کہ اِس بدعت کا پس منظر ایران کے آتش پرست مجوسیوں کی رسم تھی جو وہ پندرہویں شعبان کو منایا کرتے تھے ...اہل عراق کا زردشتیوں کے رسم و رواج سے متاثر ہونا یا اُسے اختیار کرنا کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔خود ہمارے ملک میں دیوالی وغیرہ ہندوانہ رسوم اور پیدائش، شادی غمی وغیرہ کی رسوم سے مسلمان جس قدر متاثر ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔ انگریزوں کی حکومت کے زمانہ میں اُن کی تقلید کی جاتی تھی۔‘‘

(شرح بخاری جلد سوم صفحہ 646 زیرعنوان کتاب الصوم باب صوم شعبان)

حلوا بنانا اور تقسیم کرنا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے نصف شعبان کی نسبت فرمایا کہ:

’’یہ رسوم حلوا وغیرہ سب بدعات ہیں۔‘‘

(بدر 26؍ ستمبر 1907ء صفحہ 7، ملفوظات جلد پنجم صفحہ 297)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ کیا شب برات کے روز حلوہ مانڈہ وغیرہ تیار کرنا احمدیوں کے لئے جائز ہے؟

آپ نے فرمایا: ’’نہیں بدعت ہے۔‘‘

(الفضل 30؍ اپریل 1954ء)

آتش بازی کرنا

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ جو دن نصف شعبان کا ہے جس میں حلوہ سیویاں کھائی جاتی ہیں اور آتش بازی چلائی جاتی ہے آیا کہ اور دنوں سے فضیلت والا ہے یا نہیں؟ حضورؓ نے فرمایا:

’’یہ سب باتیں لغو ہیں۔شریعت میں اس کا کوئی اصل نہیں۔ احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں۔‘‘

(بدر نمبر 49,48 جلد 9، 13؍ اکتوبر 1910ء)

عید منانا

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ:

’’شب برات کی عید۔ گیارہویں۔ بارہ وفات محرم کے معاملاتِ موجود، شرع اسلام میں ثابت نہیں۔‘‘

(بدر نمبر 12 جلد 9 13؍ جنوری 1910ء)

رزق تقسیم ہونا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ بعض لوگ شب برأت بڑے زور وشور سے مناتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس رات اللہ میاں رزق تقسیم کرتے ہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟ حضورؒ نے فرمایا:

’’غلط ہے۔ رزق تو روزانہ تقسیم ہو رہا ہے۔ یہ وہم ہیں لوگوں کے۔ غیر احمدی لوگوں کو پاگل بنا رہے ہوتے ہیں یعنی غیر احمدی مولوی۔ اللہ تعالیٰ تو ہروقت رزق دیتا ہے۔ زمین و آسمان کا رازق ہے۔سمندر کی تہہ میں کوئی کیڑا نہیں جس کو خدا رزق نہ دے رہا ہو۔ اس کا رزق تو بے انتہا ہے کیا وہ صرف شب برأت پر دیتا ہے۔ باقی راتیں بھوکے مر جاتے ہیں سب، باقی دنوں میں؟ غلط باتیں بنائی ہوئی ہیں لوگوں نے۔‘‘

(لجنہ سے ملاقات۔ الفضل 7؍ جولائی 2000ء ریکارڈنگ 16؍ جنوری 2000ء)

سانحہ ارتحال

مکرم محمد انور ندیم یہ افسوس ناک اطلاع دیتے ہیں کہ:

خاکسار کی والدہ محترمہ ممتاز بیگم مورخہ 20؍ فروری 2023ء کو رات سوا نو بجے اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

آپ محترم ملک محمد اسحاق آف بھیرہ کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کے والد کی کم عمری میں وفات کے بعد آپ کے چچا مکرم ملک عبدالحمید کی شادی آپ کی والدہ سے ہوئی اور انہوں نے باپ بن کر آپ کو پالا اور تربیت کی۔ آپ کی شادی مکرم میاں محمد اسلم شریف کے ساتھ ہوئی اور یہ مثالی رفاقت تادم آخریں تقریباً 61 سال تک جاری رہی۔ ہمارا گھرانہ خدمت دین کے حوالے سے مشہور تھا اور جماعتی مہمانوں کی خدمت بصد شوق کی جاتی تھی۔ نماز سینٹر بنانے کا معاملہ آیا تو فوراً والد صاحب نے اپنا گھر پیش کر دیا اور والدہ نے پورے اخلاص کے ساتھ اس ذمہ داری کو نبھایا۔ والدہ صاحبہ موصیہ تھیں اور بڑی باقاعدگی کے ساتھ اپنا چندہ ادا کرتیں اور اپنے حسابات کا مکمل ریکارڈ رکھا ہوا تھا۔ آپ اپنے بچوں کے علاوہ اپنے بہن بھائیوں، ان کی اولادوں اور دیگر تمام رشتہ داروں سے بے پناہ محبت کرتی تھیں آپ صلہ رحمی کا خاص وصف رکھتی تھیں۔ دین اسلام، خلافت احمدیہ، آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے سلسلہ سے بہت محبت رکھتی تھیں۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے (خاکسار) اور چھ بیٹیاں عطا کیں جن کی تربیت آپ نے بڑی محبت، محنت، توجہ سے کی۔ آپ کی ساری اولاد شادی شدہ ہے۔ اس وقت آپ کی ایک بہو اور پانچ داماد ہیں جن کے ساتھ آپ کا محبت کا تعلق تھا۔ 23 سال پہلے آپ کے ایک داماد اللہ کو پیارے ہو گئے تو یہ سانحہ آپ نے بڑے حوصلے سے برداشت کیا اور انکے بچوں کو سنبھالا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو 2 پوتے، 2 پوتیاں، 8 نواسے اور 8 نواسیاں عطا فرمائیں۔ ان کے علاوہ آپ کے 2 پڑپوتے، 1 پڑپوتی، 10 پڑنواسے اور 2 پڑنواسیاں ہیں۔ آپ ان سب سے پیار اور شفقت کا سلوک کرتی تھیں۔ آپ کی اولاد اور نسل دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلی ہوئی ہے۔

آپ کی جماعتی عہدیداروں اور جماعتی پروگراموں کو بڑی اہمیت دیتی تھیں۔ آپ کی 79 سالہ زندگی کو چند سطروں میں بیان نہیں کیا جا سکتا بس آپ ایک متحرک خاتون تھیں اور بھرپور زندگی گزارنے والی ہستی تھیں۔ آپ کی تربیت کی بدولت خاکسار کو چار سال نصرت جہاں اسکیم کے تحت مغربی افریقہ کے ملک گیمبیا میں وقف اور خدمت کی سعادت ملی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے اور اپنے پیاروں کا قرب عطا فرمائے اور ان کی اولاد در اولاد کو انکی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مکرم حفیظ احمد شاہد مربی سلسلہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد ازاں بہشتی مقبرہ طاہر آباد میں دعا کے ساتھ تدفین کی گئی۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ مرحومہ سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کا قرب نصیب ہو۔ آمین

سید ذیشان اقبال

میر ملک آبشار

وادی استور میں واقع ایک پوشیدہ آبشار

پاکستان میں کئی ایک ایسی آبشاریں واقع ہیں جو سیاحت کی دنیا میں مشہور ومعروف ہیں۔ سیاحوں کی ایک بڑی تعداد ان آبشاروں پر تفریح کی غرض سے آتی ہے۔ لیکن کئی ایک ایسی آبشاریں بھی ہیں جو سیاحوں اور عوام الناس کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ ایسی ہی ایک آبشار کے بارے میں ہمیں چند مقامی دوستوں کی معرفت معلوم ہوا تو ہم نے اس تک رسائی اور دنیا کے سامنے لانے کا ارادہ کرلیا۔ استور گلگت بلتستان کا ایک اہم ضلع ہے۔

اس ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ہم نے اپنا سفر استور شہر سے شروع کیا۔ یہ سفر جیپ پر تھا۔ جیپ ڈرائیور بھائی غزنوی ہمارے گائیڈ بھی تھے۔ ہم راولپنڈی سے 14 گھنٹے کا سفر کر کے دن ساڑھے 10 بجے استور شہر پہنچے۔ ایک مختصر وقفہ آرام کے بعد ساڑھے 11 بجے میر ملک گاؤں کے لیے روانہ ہوئے۔ یہ 13/ اگست 2022ء کا ایک خوبصورت دن تھا۔ گوری کوٹ میں ناشتہ کیا۔ چورت کے مقام پر ہم دریائے روپل پر قائم پل پار کر کے رٹو چھاؤنی کی طرف مڑ گئے۔ اب ہمارا سفر دریائے ریاٹ کے ساتھ تھا۔ رٹو چھاؤنی سے ہم نے دریائے ریاٹ کو الوداع کہا اور دائیں طرف میر ملک نالے کے ہم قدم ہوگئے۔ دادو جیل گاؤں اور چمروٹ کے مقامات سے گزرتے ہوئے میر ملک گاؤں پہنچے۔ یہاں چند دکانوں سے پیدل سفر کے لیے چند اشیائے خورد ونوش خریدیں اور پھر سے جیپ پر سوار ہوگئے۔ استور شہر سے تین گھنٹے کا سفر کر کے ہم شونٹر پاس کے قریب پہنچ گئے۔ یہاں جیپ ٹریک ختم ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر چند خانہ بدوش آباد ہیں۔ جیپ ایک مقام پر پارک کر کے ضروری سامان ساتھ لیا۔ شونٹر پاس کی طرف سے آنے والی ندی کو ایک ایسے پل سے پار کیا جو لکڑی کے دو شہیتروں کے درمیان پتھر کی سلیں رکھ کیا تیار کیا گیا تھا۔

اس مقام سے ہمارا پیدل سفر شروع ہوا۔ ہلکی پھلکی پیٹ پوجا کی۔ مقامی لوگوں کے مطابق ہمیں اس آبشار تک پہنچنے میں کم و بیش دو گھنٹے کا وقت درکار تھا۔ غزنوی بھائی کی راہنمائی میں ہم بغیر کسی وقفے کے آبشار کی طرف روانہ ہوگئے۔ راستہ انتہائی آسان تھا۔ گھاس میں پوشیدہ چند ڈھلوانیں پار کیں تو ایک جھیل کنارے جا اترے۔ یہ جھیل اگرچہ چھوٹی جھیل تھی لیکن ایک باقاعدہ الپائن جھیل تھی جسے ہم نے میر ملک جھیل 1 کا نام دیا۔ یہاں سے آگے چلے تو راستہ مسلسل بلندی مائل ہوگیا۔ پتھر اور چٹانیں تھیں جن پر ہمیں احتیاط سے قدم اٹھانا پڑے۔ بلندی پار کی تو نیچے ایک اور جھیل پر اترے۔ یہ جھیل بھی ایک الپائن جھیل تھی جسے ہم نے میر ملک جھیل 2 کا نام دیا۔

اب راستہ آسان ہوگیا تھا۔ دور پہاڑوں کی نوکیلی چوٹیاں محو گفتگو فلک تھیں۔ ان چوٹیوں کے نیچے ایک بڑا گلیشیئر نظر آرہا تھا۔ جھیل 2 سے آگے بڑھے تو ہمیں بائیں طرف کے پہاڑوں سے پانی گرتا دکھائی دیا۔ غزنوی بھائی نے بتایا کہ یہی میر ملک آبشار ہے۔ ابھی ہم آبشار سے کم و بیش 2 کلومیٹر دور تھے۔

یہاں بھی چند خانہ بدوش آباد ہیں اور اپنے گاؤں کو ’’صاحب کی تھالی‘‘ کا نام دیتے ہیں۔ اس گاؤں کے قریب ایک اور جھیل پر پہنچے جسے ہم نے میر ملک جھیل 3 کا نام دیا۔ دائیں طرف کے پہاڑوں سے بھی ایک آبشار اتر رہی تھی۔ یہ آبشار بھی ایک خوبصورت آبشار تھی جس کے پانی گرنے کا اندازہ ہم نے کم و بیش 150 فٹ لگایا۔ اب ہم ایک میدان میں داخل ہو چکے تھے۔ اس میدان میں میر ملک ندی چند شاخوں میں تقسیم ہو کر بہہ رہی تھی۔ بعض شاخوں میں پانی مٹیالا اور بعض میں نیلا تھا۔ بعد میں ڈرون کیمرے کی مدد سے ہم نے دیکھا کہ ایک مقام پر مٹیالے پانی شفاف نیلے پانی میں ضم ہو رہے ہیں۔ یہ میدان گھاس کا مخملی قالین اوڑھے ہوئے تھا۔ اس مخملی قالین میں ایک بڑی چٹان ابھری ہوئی تھی اور یہ ایک ہموار چٹان تھی۔ ہم اس چٹان پر بیٹھے گئے۔ کچھ دیر آرام کیا اور آرام کے دوران عکس بندی کی۔ نصر بھٹی کا ڈرون کیمرہ ایک ٹانگ ٹوٹنے کی وجہ سے اڑنے کے قابل نہ رہا تھا۔ غزنوی بھائی جگاڑ لگا کر اسے اڑنے کے قابل بنانے کی کوشش کرنے لگے۔ بدن کی کم ہو چکی توانائیاں بحال کرنے کے بعد آبشار کے قریب جانے کی غرض سے روانہ ہوئے۔

تلمیذ نے پہاڑ کے ساتھ ساتھ چلنے کا فیصلہ کیا اور اسی سفر میں ایک اور جھیل تک پہنچ گیا۔ یہ میر ملک جھیل 4 کہلائی۔ میں اور نصر بھٹی ایک نالہ پار کر کے آبشار کی طرف چلے لیکن ہمارا راستہ بڑی ندی نے روک لیا۔ اسے پار کرنا ممکن نہیں تھا۔ ہم اس ندی کے بہاؤ کی مخالف سمت چلے اور ایک اور جھیل پر جا پہنچے۔ یہ جھیل میر ملک جھیل 5 کہلائی۔ تلمیذ بھی چلتا ہوا ہمارے پاس پہنچ گیا۔ اس مقام سے آبشار کم و بیش 800 میٹر کے فاصلے پر تھی۔ میر ملک آبشار ایک بڑی آبشار ہے۔ اس کا پانی پہاڑ کی چوٹی سے گرتا ہے۔ ہم نے پانی گرنے کی اونچائی کا اندازہ 500 فٹ سے زائد لگایا۔

آبشار تک پہنچنے میں ہمیں ایک گھنٹے کا وقت لگا۔ اب شام ہو چکی تھی۔ ہم نے واپسی کا سفر بھی کرنا تھا لہٰذا آبشار کے نیچے پہنچنے کا راستہ تلاش کرنا ہمارے لیے ممکن نہ تھا۔ ہم نے اسی مقام سے آبشار کی تصاویر اور ویڈیوز بنائیں۔ غزنوی بھائی کے پاس واپس پہنچے تو ایک اچھی خبر ہماری منتظر تھی۔ غزنوی بھائی نے کمال مہارت سے دھاگوں کی مدد سے ڈرون کیمرے کی ٹانگ باندھ کر اسے اڑنے کے قابل بنا دیا تھا۔ نصر بھٹی نے فوراً ڈرون سے عکس بندی کی اور ہمیں نہایت دلکش اور سحر خیز مناظر دیکھنے کو ملے۔ اب مغرب کا وقت ہوا چاہتا تھا۔

ہم نے میر ملک آبشار کو الوداع کہا۔ 45 منٹ کا سفر کر کے واپس گاؤں پہنچے جہاں اہلیان گاؤں نے ہماری مہمان نوازی کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ ان کے خلوص، پیار اور ایثار کی کوئی قیمت نہ تھی۔ خالص دیسی گھی میں بنا حلوہ، بکری کے دودھ کی چائے اور سادہ روٹی کھائی تو بدن کی تمام تر تھکاوٹ جاتی رہی۔ ان کی محبت سے دل لبالب بھر کر ہم واپس استور شہر روانہ ہوئے اور رات ساڑھے دس بجے شہر میں اپنے ہوٹل پہنچ گئے۔ غزنوی بھائی کی ہمت کو سلام کہ انہوں نے 6 گھنٹے جیپ بھی چلائی، ہمارے ساتھ پیدل سفر بھی کیا اور پھر واپسی پر اپنے گھر میں ہماری دعوت بھی کی۔

میر ملک آبشار ایک بڑی آبشار ہے۔ اس کے بارے میں بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ اس آبشار کی بلندی کی پیائش ہونی چاہیے۔ آبشار کے آس پاس کا علاقہ نہایت خوبصورت ہے۔ اس تک رسائی بھی آسان ہے۔ تین گھنٹے کے جیپ سفر اور ایک گھنٹے کے پیدل سفر سے اگرچہ بدن کے جوڑ پیچ ہل جاتے ہیں لیکن جس قدر قدرتی حسن یہاں بکھرا پڑا ہے اس کے مقابلے میں راستے کی مشکلات کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ ہر طرف بکھرے حسن بے پرواہ کو دیکھ کر دل اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے بھر جاتا ہے اور زبان پر بے اختیار یہ الفاظ جاری ہو جاتے ہیں: سبحان تیری قدرت۔۔۔

حافظ منور احمد قمر۔ صدر و مبلغ انچارج ٹوگو

ٹوگو میں جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ٹوگو میں اس سال کی جماعتی سرگرمیوں کا آغاز جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انعقاد سے کیا گیا۔ مؤرخہ 13/ جنوری 2023ء کو ٹوگو کی تمام جماعتوں میں خطبہ جمعہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر دیا گیا۔ اس کے بعد مؤرخہ 14/ اور 15/ جنوری کو ٹوگو میں کل 101 جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انعقاد کیا گیا۔ ان جلسوں میں کل 115 جماعتوں کے 2183 افراد شامل ہوئے۔ مختصر اعداد وشمار ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

نمبر شمار	ریجن	جلسہ ہائے سیرت	جماعتیں	شاملین
1	نوچے (Notsé)	12	26	237
2	پالیمے (Kpalimé)	16	16	211
3	آتاپامے (Atakpamé)	8	8	376
4	کارا (Kara)	50	50	903
5	ساوان (Savane)	15	15	356

مسعود احمد طاہر۔ نمائندہ الفضل آن لائن گیمبیا

گیمبیا کے سنٹرل ریور ریجن میں مسجد کا سنگ بنیاد

مکرم محمود احمد طاہر نائب امیرو مبلغ انچارج گیمبیا تحریر کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ گیمبیا کے ایک ریجن سنٹرل ریور ریجن میں اللہ کے فضل سے نئی مسجد کی تقریب سنگ بنیاد ہوئی۔ الحمدللہ

تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ سنٹرل ریور ریجن کی ایک جماعت سانڈا (Saanda) میں مؤرخہ 08/ دسمبر 2022ء بروز جمعرات کو ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس تقریب میں خاکسار بھی شامل تھا۔ تقریب کے میزبان ایریا مشنری مکرم حفاظت احمد نوید نے اس موقع پر بہت اچھے انتظامات کئے تھے۔ اس تقریب میں احباب جماعت کی کافی تعداد شامل ہوئی۔ بالخصوص خدام اچھی تعداد میں وہاں موجود تھے۔

حکومتی عہدیداران نے بھی اس پروگرام میں شمولیت اختیار کی۔ جن میں ریجن کے گورنر مکرم عثمان باہ، ڈسٹرکٹ چیف، گاؤں کے چیف، گردو نواح کی مساجد کے امام اور گورنر کے ساتھ آنے والے بعض اور حکومتی ارکان شامل تھے۔

اس موقع پر بات کرتے ہوئے گورنر نے کہا کہ ہم جماعت احمدیہ کی طرف سے ملک گیمبیا کو دی گئی خدمات کو سراہتے ہیں اور انہیں کبھی بھول نہیں سکتے۔ خاص کر اسلام کی حقیقی تعلیم کے مطابق ہماری قوم کی صحیح معنوں میں تربیت کرنا جماعت احمدیہ کی گرانقدر خدمت ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ آج اس مذہبی پروگرام میں نوجوانوں کی موجودگی اور دلچسپی بہت خوش آئند ہے اور یہ اس بات کی ضامن ہے کہ ہمارا مستقبل محفوظ ہاتھوں میں ہے۔

اسی طرح ڈسٹرکٹ چیف نے کہا کہ جماعت احمدیہ ہمارے سارے علاقہ میں افراد کو خدائے واحد کے آگے جھکنے کے لئے مساجد مہیا کررہی ہے جو کہ انتہائی عظیم خدمت اسلام ہے۔ اسی طرح جماعت احمدیہ نیکی کے دیگر میدانوں میں بھی کبھی پیچھے نہیں رہی۔

اس موقع پر خاکسار (نائب امیرو مبلغ انچارج)، نائب امیر دوم مکرم ابراہیم جم جاؤ، ایریا مشنری مکرم حفاظت احمد نوید، گورنر، ڈسٹرکٹ چیف، گاؤں کے چیف (الکالو)، صدر جماعت اور دیگر سینئر احمدی احباب نے بنیاد میں اینٹیں رکھیں۔

آخر پر خاکسار نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد حاضرین کی خدمت میں

کھانا پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ نہ صرف مسجد کی تعمیر جلد مکمل ہو بلکہ یہ مسجد جماعت احمدیہ حقیقی اسلام کی تبلیغ کا ذریعہ بھی بنے۔ آمین

بقیہ: ظلم نہ کرو...... از صفحہ 7

حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہوجائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے...

اور تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں اور پنجوقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور اتلاف حقوق اور بیجا طرفداری سے باز رہیں اور کسی بدصحبت میں نہ بیٹھیں اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو ان کے ساتھ آمدورفت رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے......یا حقوق عباد کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بدچلن آدمی ہے اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت اور ارادت ہے اس کی نسبت ناحق اور بے وجہ بدگوئی اور زبان درازی اور بدزبانی اور بہتان اور افترا کی عادت جاری رکھ کر خدا تعالیٰ کے بندوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے تو تم پر لازم ہوگا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے اور چاہئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو اور چاہئے کہ شریروں اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گزر نہ ہو اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہوں گے۔‘‘

اسی طرح فرمایا: ’’یہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں جو میں ابتداء سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں اور چاہئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دئے جاؤ اور تمہارے حق میں برے برے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار ہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاق حالت سے شناخت کئے جاؤ گے اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔‘‘

(اشتہار مؤرخہ 29/ مئی 1898ء تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ 42-43)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ قادیان 2022ء کے اختتامی خطاب مؤرخہ 25/دسمبر میں فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ظلم کرنے والوں کو دردناک دن کے عذاب میں ہلاکت سے ڈرایا ہے جبکہ جو ظلم نہیں کرتے ان سے امن کا وعدہ ہے...پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے درمیان کوئی روک نہیں ہوتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی پر ظلم نہ کرو۔ کسی کو گالی مت دو خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لیے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہوسکتا۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ پس یہ ہیں وہ باتیں اور بڑے خوف کا مقام ہے۔ ہمیں اپنے روزمرّہ کے معاملات میں ان سے بچنا چاہئے۔‘‘

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی تعلیمات پر کماحقہٗ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

طاہر محمود عابد۔صدر و مبلغ انچارج گنی کناکری

جلسہ سالانہ گنی کناکری 2022ء

قوموں کی تعمیر و ترقی اور روحانی نشو و نما کیلئے اللہ تعالیٰ اپنے فرستادوں کی راہنمائی خود کرتا ہے اور ان کے دلوں میں ایسے منصوبے ڈالتا رہتا ہے۔ وہ قوم جو اپنے پیشواء کی باتوں پر عمل کرنا شروع کر دیتی ہے تو وہ ہمیشہ کیلئے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجاتی ہے اور ان کی روحانی ترقی کا سفر تیزی سے طے ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

اسی سلسلہ میں اس زمانہ کے امام و پیشوا بانئ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے ٹھیک 131 سال قبل خدائی حکم کے ماتحت 27/دسمبر 1891ء کو قادیان دارالامان میں جلسہ سالانہ کی بنیاد ڈالی اس وقت کی حاضری 75/افراد پر مشتمل تھی۔اس کے دوسرے سال کی حاضری قریباً 500 کی تھی جس میں 327/افراد باہر سے تشریف لائے تھے۔اس طرح ہر سال یہ تعداد خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑھتی رہی۔تقسیم ملک سے قبل یعنی 1946ء میں متحدہ ہندوستان کا آخری جلسہ سالانہ جو حضرت مصلح موعودؓ کے عہد مبارک میں قادیان میں منعقد ہوا تھا اس کی حاضری 39786 ہزار کے قریب تھی۔ اس جلسہ کا روحانی سفر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب ساری دنیا پر محیط ہو چکا ہے اور ہر وہ ملک جہاں حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے والے موجود ہیں اس روحانی مائدہ سے استفادہ کرتے ہیں اور ان تمام برکات کا نہ صرف مشاہدہ کرتے ہیں بلکہ ان سے مستفید بھی ہوتے ہیں ان کی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب لاکھوں میں ہو چکی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالك

اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ریپبلک آف گنی Republic of Guinea کو کووڈ بیماری کے بعد اپنا نواں جلسہ سالانہ 24 اور 25/ دسمبر 2022ء کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علیٰ ذلك

تیاری جلسہ سالانہ

جلسہ کی تیاری میں سب سے ضروری امر جلسہ کے انعقاد کی اجازت حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے حاصل کرنا ہوتی جو کہ حضور اقدس نے از راہ شفقت و احسان عطا فرمائی۔ جلسہ کی باقاعدہ تیاریاں دو ماہ قبل شروع کر دی گئیں ان تیاریوں میں حضور اقدس کی خدمت میں دعائیہ خطوط صف اول میں تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور انور کی دعاؤں کے طفیل بغیر کسی پریشانی کے جلسہ منعقد ہوا اور نہایت کامیاب رہا۔ الحمد للہ علیٰ ذلك

جلسہ کی تیاریوں کیلئے افسر جلسہ سالانہ مکرم محمد ماریگا صاحب نے 23 نظامتیں قائم کیں اور حکومتی عہدہ داروں سے رابطے کر کے جلسہ کی اجازت لی اور دعوتی خطوط تیار کئے گئے جن میں بشمول صدر مملکت اور بعض وزراء کو دعوت نامے بھجوائے گئے۔

جلسہ کے لئے بینرز کی تیاری اور جلسہ کا بیک ڈراپ بھی تیار کیا گیا امسال جلسہ کا مرکزی مضمون ’’اسلام‘‘ تھا جو کہ بڑی خوبصورتی سے تیار کیا گیا۔

جلسہ کے انعقاد کیلئے کنڈیا (KINDIA) ریجن کے ایک گاؤں دابویا (Daboya) کا انتخاب کیا گیا۔ جلسہ گاہ کی تیاری کیلئے مختلف جماعتوں سے خدام تشریف لائے اور نہایت سادہ طریق پر لکڑیوں اور پام درخت کے پتوں اور لوکل میٹ کی مدد سے تقریباً ایک ہفتہ کی انتھک محنت سے جلسہ گاہ تیار کی گئی۔

کھانا پکانے کے لئے ہر جماعت سے خواتین نے شمولیت اختیار کی اور ایک باقاعدہ ٹیم تیار کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کم بجٹ میں اچھا اور معیاری کھانا تیار کیا گیا جو کہ شاملین جلسہ کو پسند آیا۔

جلسہ میں شمولیت کیلئے احباب جماعت مرد و زن تمام ریجنز سے جمعہ کی شام کو کنڈیا ریجن کے گاؤں دابویا (Daboya) کے مقام پر جمع ہونا شروع ہوئے۔ ہفتہ کے روز نماز تہجد کے ساتھ جلسہ کا آغاز ہوا نماز فجر کے بعد درس القرآن دیا گیا جو کہ ہمارے لوکل مبلّغ مکرم محمد منیر کمارا صاحب نے قرآن کریم کی آیات سے تہجد کی اہمیت پر دیا اور احباب جماعت نے بڑے شوق سے درس سنا اور تہجد کی نماز میں بڑی تعداد میں مرد و زن شامل ہوئے۔

دس بجکر تیس منٹ پر لوائے احمدیت اور گنی کا پرچم لہرانے کی تقریب کے بعد دعا کروائی گئی بعد ازاں جلسہ کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ ہماری مشنری مکرم محمد یرو کمارا (Muhammad Yero Camara) صاحب نے کی اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کا پاکیزہ منظوم کلام ’’اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے‘‘ نہایت خوش الحانی سے مکرم محمد کمارا صاحب نے پڑھا اور لوکل زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد خاکسار نے حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے از راہ شفقت و احسان گنی کے جلسہ سالانہ کیلئے بھجوایا گیا بابرکت پیغام پڑھ کر سنایا اور حضرت مسیح موعودؑ کے خدا تعالیٰ کے حکم کے تحت جلسہ کے انعقاد کے مقاصد بیان کئے اور تمام شاملین جلسہ کو خوش آمدید کہا۔

حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک پیغام اصل متن مندرجہ ذیل ہے:

Dear Members of Ahmadiyya Muslim Jama'at Guinea Conakry

I am very pleased that you are holding your 9th Annual Jalsa Salana on 24th and 25th December 2022. It is my prayer, may Allah bless your Jalsa with great success, may all the participants gain immense spiritual blessings and may you all advance in goodness, piety, and righteousness.

When, under Divine guidance, the promised Messiah علیہ الصلوٰۃ والسلام initiated the holding of the convention, which is called the Jalsa Salana, he stated:

'….. all our friends should, to the best of their ability, come and listen to Divine words

and to join us in supplication for the sake of Allah. This Gathering will be devoted to the exposition of such truths and spiritual insight as are necessary for the promotion of faith and certainty and spiritual understanding and there will be special prayers and attention for the participants. And to the best of our ability, we shall endeavour to supplicate at the threshold of the most merciful that he may draw them towards him' (asmani faislah p74)

Therefore, the major aim of the Jalsa is for sincere members of the jama'at to derive spiritual benefits, to learn more about our religion Islam and the teachings of our beloved Holy Prophet Muhammad ﷺ And thereby advance in their relationship with Allah.

Further, the Promised Messiah علیہ الصلوٰۃ والسلام has explained :

'Do not consider this Gathering to be the same as the likes of any ordinary worldly gathering. Rather the case of this is such, that it is founded upon the pure support of truth and the propagation of Islam. The foundation stone of this community has been laid by Allah, the Almighty himself, and the nations have been prepared that will soon come and join its fold. This is because, it is the work of that Allpowerful being, for whom, nothing is impossible. (Ishtihar dec 27, 1892,majmua e Ishtaharat, volume 1, pg 361 Edition 2019).

As mentioned, it is essential that you try to form a personal relationship with Allah Almighty, our creator. In this regard, the Promised Messiah علیہ الصلوٰۃ والسلام says:

The very purpose for which God Almighty has established this community, is for the true comprehension of God that has vanished from this world and for true righteousness and purity that is no longer found in this day and age, to be established once again.' [Malfoozat V 7, pp 277- 278]

So, I exhort you to strive to the best of your capacity, and using all your faculties and capabilities, and by constantly re-assessing yourselves, to continuously improve your spiritual condition and raise the standards of your conduct and behaviour to the level that the promise Messiah علیہ الصلوٰۃ والسلام. expected from the members of his jamaat. You should try to fulfil the condition of your Bai'at and become even more sincere and devoted

Ahmadi Muslims. If you do so, then only will you be considered to have achieved the true purpose of attending this Jalsa Salana.

I also remind you of the great importance of the blessed institution of Khilafat-e-Ahmadiyya which is the source of countless blessing for us. You should endeavour to establish a strong link with Khalifatul Massih and always remain loyal. You should also instil in your children the vital significance of Khalifat and ensure that your future generations always remain within the blessed guidance, shelter, and protection of Khilafat-e-Ahmadiyya. I advise every Ahmadi to watch MTA often and benefit from it. In particular, you should listen regular to my Friday sermons and addresses on other events and occasions.

I urge you to appreciate your responsibilities regarding preaching which is essential for every member of the jama'at. You should organise regular Tabligh programmes and look for new methods and means of spreading the peaceful message of Islam Ahmadiyya throughout Guinea. May Allah grant you every success in this noble task.

In conclusion, i pray may Allah bless your Jalsa Salana with great success and enable you to bring about a genuine transformation in your lives towards more piety, virtuous behaviour, good deeds and the service of Islam Ahmadiyya and Humanity. May Allah bless you all.

Wassalam,

Yours sincerely,

MIRZA MASROOR AHMAD

KHALIFATUL MASIH V

بعد ازاں مکرم محمد ماریگا افسر جلسہ سالانہ نے جلسہ میں شامل ہونے والے معزز مہمانوں کا تعارف کروایا امسال جلسہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 10 گاؤں کے چیفز اور 60 اماموں نے شرکت کی اس طرح ریجنل مذہبی امور کے انچارج مکرم الحاج داؤد سوما صاحب (Elhaj Dawod Sumah) بھی جلسہ میں شامل ہوئے۔ انہوں نے تمام اماموں کی طرف سے خطاب کیا اور کہا کہ یہ ایک خالص اسلامی مجلس ہے اور اس میں شامل ہونے والے یقیناً اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے اور کہا کہ جماعت احمدیہ کے خلاف جو پروپیگنڈا کیا جاتا ہے میں نے اس کے برخلاف یہاں لوگوں کو اسلام اور محمد ﷺ کی محبت میں سرشار پایا ہے۔

نیشنل اسپیشل پولیس فورس کے نمائندہ انسپکٹر پولیس جناب عبدالرضا باہ (Abdul Raza Bah) صاحب نے اپنے بیان میں کہا کہ مجھے جب اس کانفرنس میں شامل ہونے کا کہا گیا تو میں بہت پریشان تھا اور میرے

ذہن میں جماعت کا بہت غلط تاثر تھا لیکن جب میں یہاں شامل ہوا تو میرے تمام شکوک وشبہات دور ہو گئے اور میں اتنا خوش ہوں اور مطمئن ہوں کہ اگر آپ مجھے ایسے جلسہ میں شامل ہونے کیلئے جاکارتا (Jakarta) بھی بلائیں گے تو میں ضرور جاؤں گا۔

سیرالیون سے نائب امیر ثالث مکرم عبدالحمید گمانگا صاحب کی سربراہی میں سات رکنی وفد بھی ہمارے جلسہ میں شامل ہوا مکرم نائب امیر صاحب نے اپنے خطاب میں جماعت کی کوششوں کو سراہا اور مکرم موسیٰ میوا صاحب امیر جماعت احمدیہ سیرالیون کا شاملین جلسہ کو سلام پہنچایا۔

امریکہ سے مکرم جناب ڈاکٹر چوہدری امتیاز احمد صاحب بھی جلسہ میں شمولیت کیلئے گنی تشریف لائے اور اپنے خطاب میں احباب جماعت کو جلسہ کی مبارک باد پیش کی اور حضرت مسیح موعودؑ کی اس مبارک جماعت میں شامل ہو کر خلافت احمدیہ سے پختہ تعلق رکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور نمازوں میں پڑھی جانے والی سورۃ الفاتحہ کو تدبر کے ساتھ پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

معزز مہمانوں کے تعارف کے بعد جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والے نومبائع اماموں کے مختصر خطابات تھے جس میں انہوں نے جماعت میں شامل ہونے کے ایمان افروز واقعات پیش کئے اور اپنے روحانی تجارب سے آگاہ کیا جس کا نہایت نیک اثر غیر از جماعت شاملین جلسہ پر پڑا۔

بعد ازاں مکرم احمد ماریگا صاحب جنرل سیکرٹری نے احمدیت کا تعارف اور گنی میں احمدیہ مسلم جماعت کی مختصر تاریخ سے احباب جماعت کو آگاہ کیا اور اپنی تقریر میں جماعت کا عالمی سطح پر تعارف اور گنی میں جماعت کے نفوذ پر اور جماعت کی خدمات پر سیر حاصل بحث کی جس کو احباب جماعت اور شاملین جلسہ نے خوب سراہا۔

بعد ازاں نماز ظہر وعصر اور کھانے کا وقفہ ہوا۔

دوسرا سیشن

دوسرے سیشن میں مکرم منیر کمارا صاحب نے تلاوت قرآن کریم اور ترجمہ پیش کیا اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قصیدہ یا عین فیض اللہ والعرفان سے چند اشعار مکرم احمد سیڈی بے صاحب Ahmad Sidibe نے خوش الحانی کے ساتھ پیش کئے اور مقامی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔

اس کے بعد مکرم محمد صالح جالو صاحب نے عرب کی اسلام سے پہلے حالت اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی آمد پر روحانی انقلاب پر تقریر کی اور پھر اسلام کی ترقی کے بعد آخری زمانہ میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ پر بھی روشنی ڈالی۔

اس طرح پہلے دن کا اختتام ہوا شام کو نماز مغرب اور عشاء کے بعد مجلس سوال وجواب منعقد کی گئی جس میں احباب جماعت نے بڑی خوشی سے حصہ لیا اور مختلف سوالات پوچھے گئے اور ان کے تشفی جواب دیئے گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

دوسرا اور آخری دن

صبح دس بجکر تیس منٹ پر قادیان جلسہ کی نشریات براہ راست MTA پر دکھانے کا انتظام تھا لیکن تیز ہوائیں چلنے کی وجہ سے نشریات صحیح طور پر نہ دیکھی جاسکیں تاہم تمام احباب جماعت بڑی عقیدت سے بیٹھے رہے اور حضور اقدس کے ساتھ اختتامی دعا میں شامل ہوئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

آخری سیشن

جلسہ کا آخری سیشن تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ ہمارے لوکل مشنری مکرم محمد کمارا صاحب نے کی اور مقامی زبان میں ترجمہ پیش کیا بعد ازاں مکرم محمد پیرو کمارا صاحب نے بڑی خوش الحانی سے نظم سنائی۔

دوسرے دن کے اجلاس کی پہلی تقریر مکرم محمد کبا (Muhammad Kaba) صاحب نے اسلام میں غلاموں کا مقام اور غلامی سے مکمل آزادی کے سفر پر کی اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے اور قرآن کریم کی تعلیمات کے حوالہ سے سیر حاصل روشنی ڈالی۔

لجنہ اماء اللہ کی طرف سے صدر لجنہ مکرمہ مریم کونڈے (Maryam Conde) صاحبہ نے اسلام میں عورت کا مقام اور حضرت محمد ﷺ کا عورتوں پر احسان کے موضوع پر تقریر کی۔

اختتامی خطاب میں خاکسار نے اہمیت و برکات خلافت پیش کیں قرآن اور حدیث کی روشنی میں احباب جماعت کو بتایا کہ قرآن اور آنحضرت ﷺ کی پیش خبریوں کے مطابق اب روئے زمین پر اللہ تعالیٰ سے تعلق بنانے کیلئے لازمی ہے کہ ہم اپنی گردنوں میں خلیفۂ وقت کی اطاعت کا جوا ڈال لیں اور اور پھر سورہ نور کی آیت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے احسانوں اور اس کی برکتوں سے خلیفۂ وقت کے مطیع رہتے ہوئے آیت استخلاف میں بیان کردہ برکتوں سے اور فضلوں سے حصہ پائیں۔ اور اسی طرح خاکسار نے خلیفۂ وقت اور خلفاء احمدیت کی دعاؤں کے طفیل ہونے والے معجزات کا ذکر کیا۔ جنہیں احباب جماعت نے بہت توجہ اور محبت سے سنا اور پسند کیا۔

اس کے بعد خاکسار نے اختتامی دعا کروائی بعد ازاں لجنہ اماء اللہ نے لجنہ جلسہ گاہ سے ترانہ پیش کیا۔

میڈیا کوریج

اللہ کے فضل سے نیشنل ٹی وی RTG اور دو مقامی ریڈیو اور نیشنل ریڈیو نے جلسہ کی کوریج کی اور خبروں میں جلسہ کی خبر نشر کی اور ریڈیو پر جلسہ کی نشریات پیش کی گئیں میڈیا کے ذریعہ تین ملین لوگوں تک جماعت کا پیغام پہنچا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

حاضری

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کی حاضری 4500 رہی۔

نماز ظہر وعصر کے بعد احباب جماعت نے کھانا کھایا اور اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔

تمام قارئین کرام سے دعا کی عاجزانہ اور خصوصی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس جلسہ کو جماعت کی ترقیوں کا پیش خیمہ بنائے اور تمام شامل ہونے والوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین

DAILY ONLINE ALFAZL LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ کو جو آپؑ نے فرمائے بعض ملکوں میں بعینہٖ اسی طرح پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں اور آج بھی جو احمدی قربانیاں کر رہے ہیں وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا اجر پانے والے ہیں۔ ان دنوں میں پاکستان میں اور پاکستان کے بعد ہندوستان میں بھی خاص طور پر غیر احمدیوں نے نومبائعین کے ساتھ انتہائی ظلم کا سلوک روا رکھا ہوا ہے۔ پاکستان میں بھی نئی حکومت کے بعد احمدیوں پر ہر قسم کی ظلم و زیادتی کو کار ثواب سمجھا جاتا ہے۔مولویوں کو حکومت نے کھلی چھٹی دے رکھی ہے اور ان لوگوں کے عزائم اور منصوبے انتہائی خوفناک اور خطرناک ہیں۔ایک تو ملک میں ویسے بھی قانون نہیں ہے۔ آج کل لاقانونیت کا دَور دَورہ ہے اور پھر احمدیوں کے لئے تو رہا سہا قانون بھی کسی قسم کی مدد کرنے کے قابل نہیں ہے۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ جب بھی یہ لوگ جماعت کے خلاف کوئی بڑا منصوبہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان کے مکر ان پر الٹا دیتا ہے اور ان کو اپنی پڑ جاتی ہے۔ گزشتہ چند سالوں سے ہم یہی دیکھ رہے ہیں اور ان دنوں میں بھی بظاہر یہی نظر آتا تھا کہ ایک منصوبہ جماعت کے خلاف بنانے کی کوشش کی جاری ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے خود ملک میں ایسی افراتفری پیدا کر دی کہ ان کو اپنی پڑ گئی۔

پس جہاں جہاں بھی احمدی ظلم کا نشانہ بن رہے ہیں وہ یاد رکھیں کہ یہ شیطان کے ساتھ آخری جنگ ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آپ اس فوج میں داخل ہوئے ہیں جو اس زمانے کے امام نے بنائی۔ اس لئے اپنے ایمانوں کو مضبوط کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ سے ثبات قدم اور استقامت مانگتے ہوئے ہمیشہ اور ہر وقت صبر اور حوصلے کا مظاہرہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کے آگے مزید جھکیں۔ آخری فتح ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی ہی ہے۔ جیسا کہ آپؑ نے فرمایا ہے کہ ان شیطانی اور طاغوتی قوتوں کو شکست دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم فرمایا ہے۔ لیکن ایک بات ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ بیرونی شیطان کو شکست دینے کے لئے جو اندرونی شیطان ہے اس کو بھی زیر کرنا ہو گا۔ کیونکہ ہماری فتح مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جڑنے کی وجہ سے ظاہری اسباب سے نہیں ہونی بلکہ دعاؤں سے ہونی ہے اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق چلنے والا بنانے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے نفس کا جہاد بھی بہت ضروری ہے۔

(خطبہ جمعہ 6/ مئی 2009ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

فقہی کارنر

بیعت اور توبہ

بیعت میں جاننا چاہئے کہ کیا فائدہ ہے اور کیوں اس کی ضرورت ہے؟ جب تک کسی شے کا فائدہ اور قیمت معلوم نہ ہو تو اس کی قدر آنکھوں کے اندر نہیں سماتی۔ جیسے گھر میں انسان کے کئی قسم کا مال و اسباب ہوتا ہے۔مثلاً روپیہ، پیسہ، کوڑی، لکڑی وغیرہ۔ تو جس قسم کی جو شے ہے اسی درجہ کی اس کی حفاظت کی جاوے گی۔ ایک کوڑی کی حفاظت کے لئے وہ سامان نہ کرے گا جو پیسہ اور روپیہ کے لئے اسے کرنا پڑے گا اور لکڑی وغیرہ کو تو یونہی ایک کونہ میں ڈال دے گا۔علیٰ ہذا القیاس جس کے تلف ہونے سے اس کا زیادہ نقصان ہے۔ اس کی زیادہ حفاظت کرے گا۔ اسی طرح بیعت میں عظیم الشان بات توبہ ہے۔جس کے معنی رجوع کے ہیں۔توبہ اس حالت کا نام ہے کہ انسان اپنے معاصی سے جس سے اُس کے تعلقات بڑھے ہوئے ہیں اور اس نے اپنا وطن انہیں مقرر کرلیا ہوا ہے گویا کہ گناہ میں اس نے بود و باش مقرر کر لی ہوئی ہے تو توبہ کے معنے یہ ہیں کہ اس وطن کو چھوڑنا اور رجوع کے معنے پاکیزگی کو اختیار کرنا۔ اب وطن کو چھوڑنا بڑا گراں گزرتا ہے اور ہزاروں تکلیفیں ہوتی ہیں۔ ایک گھر جب انسان چھوڑتا ہے تو کس قدر اسے تکلیف ہوتی ہے اور وطن چھوڑنے میں تو اس کا سب یار دوستوں سے قطع تعلق کرنا پڑتا ہے اور سب چیزوں کو مثل چارپائی، فرش و ہمسائے، وہ گلیاں، کوچے، بازار سب چھوڑ چھاڑ کر ایک نئے ملک میں جانا پڑتا ہے یعنی اس وطن میں کبھی نہیں آتا۔ اس کا نام توبہ ہے، معصیت کے دوست اور ہوتے ہیں اور تقویٰ کے دوست اور اور اس تبدیلی کو صوفیاء نے موت کہا ہے۔ جو توبہ کرتا ہے اسے بڑا حرج اٹھانا پڑتا ہے اور سچی توبہ کے وقت بڑے بڑے حرج اس کے سامنے آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔ وہ جب تک اس کل کا نعم البدل عطا نہ فرماوے، نہیں مارتا۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ (البقرہ:223) میں یہی اشارہ ہے کہ وہ توبہ کر کے غریب، بیکس ہو جائے، اس لئے اللہ تعالیٰ اس سے محبت اور پیار کرتا ہے اور اُسے نیکوں کی جماعت میں داخل کرتا ہے۔ دوسری قومیں خدا کو رحیم، کریم خیال نہیں کرتیں۔ عیسائیوں نے خدا کو تو ظالم جانا اور بیٹے کو رحیم کہ باپ تو گناہ نہ بخشے اور بیٹا جان دے کر بخشوائے۔ بڑی بے وقوفی ہے کہ باپ بیٹے میں اتنا فرق۔ والد مولود میں مناسبت اخلاق عادات کی ہوا کرتی ہے۔ (مگر یہاں تو بالکل ندارد) اگر اللہ رحیم نہ ہوتا تو انسان کا ایک دم گزارہ نہ ہوتا۔جس نے انسان کے عمل سے پیشتر ہزاروں اشیاء اُس کے لئے مفید بنائیں، تو کیا یہ گمان ہوسکتا ہے کہ توبہ اور عمل کو قبول نہ کرے۔

(ملفوظات جلد اول 2016 ایڈیشن صفحہ 2-3)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

السلام علیکم کو رواج دیں

یہ سنت رسولؐ ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نصیحت فرمائی ہے کہ جب آپ قبرستان جائیں تو مردوں کو اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ یَا أَھۡلَ الۡقُبُوۡرِ کے الفاظ کے ساتھ سلامتی بھیجا کرو۔

اسلام، سلامتی و امن کا مذہب ہے اگر مُردوں کو سلامتی کی دعا دی گئی ہے تو معاشرے میں بسنے والے عزیز و اقارب، دوست، احباب، پڑوسی اور اہل محلہ، کس حد تک ہماری سلامتی کے محتاج ہیں۔ لہٰذا ہم معاشرہ میں السلام علیکم کو رواج دیں۔

مرسلہ: حنیف محمود۔ لندن

طلوع و غروب آفتاب

7/ مارچ 2023ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:21	18:27
مدینہ منورہ 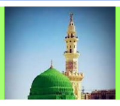	05:21	18:27
قادیان	05:28	18:30
ربوہ	05:08	18:10
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:06	17:53